معارف القرآن

جلد

۸

سورۂ محمد سے آخر قرآن تک

پارہ ۲۶ رکوع ۵ تا آخر قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

[illegible]

حکومتِ پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۲۷۴۳

عرضِ ناشر: اگرچہ معارف القرآن کی تصحیح کا اہتمام کیا جاتا ہے، لیکن کبھی کبھی کتابت، طباعت اور جلد بندی میں سہواً غلطی ہو جاتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو ایسی کسی غلطی کا علم ہو تو براہِ کرم مطلع فرمائیں۔

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
احاطہ دارالعلوم کراچی پوسٹ کوڈ ۷۵۱۸۰
فون: ۵۰۴۹۷۳۳، ۵۰۳۲۰۲۰

باہتمام : محمد مشتاق تنّی
طبع جدید : محرم الحرام ۱۴۲۵ھ ـ مارچ ۲۰۰۴ء
مطبع : احمد پرنٹنگ پریس، ناظم آباد کراچی
ناشر : ادارۃ المعارف کراچی۔ احاطہ دارالعلوم کراچی ۱۴
فون : 5049733 - 5032020
ای میل : i_maarif@cyber.net.pk

ملنے کے پتے:

❁ ادارۃ المعارف کراچی احاطہ دارالعلوم کراچی ۱۴
فون: 5049733 - 5032020

❁ مکتبہ معارف القرآن کراچی احاطہ دارالعلوم کراچی ۱۴
فون: 5031565 - 5031566

فہرست مضامین "معارف القرآن جلد ہشتم"

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹	کفار سے صلح کرنے کا حکم	۴۹
		منقبت امام ابوحنیفہؒ	۵۱
آیات ۱ تا ۳	"	سورۃ الفتح	۵۲
آیت ۴	۲۱		
جنگی قیدیوں کے قتل وگرفتاری کے احکام	۲۲	شانِ نزول	۵۳
مسئلہ مذکورہ میں مذاہب فقہاء کی تشریح	۲۳	واقعہ حدیبیہ	۵۴
جنگی قیدیوں کے متعلق امام کو چار اختیار	۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	"
اسلام میں غلامی کی بحث	"	صحابۂ کرام اور دیہات کے مسلمانوں کو ساتھ	۵۵
آیات ۵ تا ۱۱	۲۷	چلنے کی دعوت	
مشروعیتِ جہاد کی حکمت	۲۹	مکہ کی طرف روانگی	"
شہید کیلئے تین عظیم انعامات	۳۰	اہلِ مکہ کی مقابلہ کیلئے تیاری	"
آیات ۱۲ تا ۱۵	۳۱	خبررسانی کا ایک عجیب سادہ طریقہ	۵۶
آیات ۱۶ تا ۱۸	۳۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خبررساں	"
قیامت کی علامتیں	۳۴	آنحضرتؐ کی ناقہ کا راستہ میں بیٹھ جانا	"
آیت ۱۹	۳۵	مقام حدیبیہ میں ایک معجزہ	۵۷
عصمتِ نبوت کے باوجود حکم استغفار کا مطلب	۳۶	اہلِ مکہ کے وفود سے بات چیت	"
آیات ۲۰ تا ۳۱	۳۷	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہلِ مکہ کے	۵۸
صلہ رحمی کی سخت تاکید	۴۲	پاس بھیجنا	
کسی معین شخص پر لعنت کا حکم اور یزید پر	۴۳	اہلِ مکہ اور مسلمانوں میں آویزش	۵۹
لعنت بھیجنے کی بحث		بیعت رضوان کا واقعہ	۶۰
آیات ۳۲ تا ۳۸	۴۵	حدیبیہ کا واقعہ	"
لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ پر بحث	۴۷	شرائطِ صلح سے عام صحابۂ کرام کی ناراضی	۶۲

مضمون	صفحہ
ایک اور حادثہ اور معاہدہ کی پابندی میں آپ کا بے نظیر عمل	۶۳
احرام کھولنا اور قربانی کے جانور ذبح کرنا	//
اطاعتِ رسول کا ایک اور امتحان	۶۴
صلح حدیبیہ کے ثمرات و برکات کا ظہور	//
رسول ﷺ کے لئے مغفرتِ گناہ کا مطلب	۶۶
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صراطِ مستقیم کی ہدایت کی تحقیق	//
آیات ۳ تا ۷	۶۷
آیات ۸ تا ۱۰	۷۰
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفات کا بیان	۷۱
آیات ۱۱ تا ۱۴	۷۲
آیات ۱۵ تا ۱۷	۷۴
وحی الٰہی صرف قرآن میں منحصر نہیں، احادیث بھی کلام اللہ کے حکم میں ہیں۔	۷۷
متخلفین حدیبیہ میں سے بعض لوگ تائب ہوگئے تھے	//
آیات ۱۸ تا ۲۱	۷۹
صحابۂ کرام پر طعن و تشنیع اور انکی لغزشوں میں غور و خوض جائز نہیں	۸۱
شجرۂ رضوان	//
فتحِ خیبر	//
آیات ۲۲ تا ۲۶	۸۳
محصر کی قربانی کیلئے حرم کی شرط	۸۶
صحابۂ کرام کو غلطی سے بچانے کا قدرتی انتظام	//
آیات ۲۷ تا ۲۹	۸۸
آئندہ کے کاموں کے لئے انشاء اللہ کہنے کی تاکید	۹۰
صحابۂ کرام کے اوصاف و فضائل از علم علاّمہ	۹۱
دوسرا وصف	۹۲
صحابۂ کرام سب کے سب جنتی ہیں	۹۵
سورۃ الحجرات	۹۷
آیات ۱ تا ۵	//
ربطِ سورت اور شانِ نزول	۹۸
علمائے دین اور بزرگوں کے سامنے پیش قدمی بھی خلافِ ادب ہے	۱۰۰
مجلسِ نبوی ﷺ کا دوسرا ادب	//
روضۂ اقدس ﷺ کے سامنے بھی بہت بلند آواز سے سلام و کلام ممنوع ہے	۱۰۱
رفعِ صوت کے سبب حبطِ اعمال ہونیکی توجیہ	//
حجراتِ اُمہات المؤمنین	۱۰۲
سببِ نزول	//
آیت ۶	۱۰۳
شانِ نزول	۱۰۴
آیت سے متعلقہ احکام و مسائل	۱۰۵
عدالتِ صحابہ سے متعلق ایک اہم سوال کا جواب	۱۰۶
آیات ۷، ۸	۱۰۷
آیات ۹، ۱۰	۱۰۹
سببِ نزول و ربط	۱۱۰
مسائلِ متعلقہ	۱۱۱
مشاجراتِ صحابۂ کرامؓ	۱۱۲
آیت ۱۱	۱۱۴
کسی مسلمان کی شان میں تمسخر، طعنہ زنی اور برے لقب کی ممانعت	۱۱۵
بعض القاب کا استثناء	۱۱۸
اچھے القاب سے لوگوں کو یاد کرنا سنت ہے	//
آیت ۱۲	//
بدگمانی، تجسس اور غیبت کی حرمت	۱۱۹
ظن کی چار قسمیں	//

تجسس اور تحسس میں فرق ۱۲۰، غیبت کے متعلق مسائل ۱۲۲، آیت ۱۳ ص ۱۲۳، شانِ نزول ۱۲۴
وطنی، نسلی اور لسانی امتیاز کی حکمت تعارف ہے ۱۲۵، آیات ۱۴ تا ۱۸ ص ۱۲۵،
شانِ نزول ۱۲۸، اسلام و ایمان میں فرق ہے یا نہیں ۱۲۹

مضمون	صفحہ
سورۂ قٓ	۱۳۰
آیات ۱ تا ۱۵	۱۳۰
سورۂ قٓ کی خصوصیات	۱۳۳
اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ، کیا آسمان نظر آتا ہے	۱۳۴
مرنے کے بعد زندہ ہونے پر مشہور شبہ کا جواب	//
اصحاب الرس کون لوگ ہیں؟	۱۳۵
آیات ۱۶ تا ۲۹ مع تفسیر	۱۳۶
اللہ تعالیٰ کا شہ رگ سے زیادہ قریب ہونا	۱۴۰
انسان کے ساتھ قربِ خداوندی کی تحقیق	۱۴۰
ہر انسان کے ساتھ نامۂ اعمال لکھنے کے لئے دو فرشتے،	۱۴۱
انسان کا ہر قول ریکارڈ کیا جاتا ہے	۱۴۲
سکرات الموت	۱۴۳
انسان کو میدانِ حشر میں لانیوالے دو فرشتے	۱۴۴
مرنے کے بعد آنکھیں وہ سب دیکھیں گی جو زندگی میں نہ دیکھ سکتی تھیں	//
آیات ۳۰ تا ۳۵	۱۴۶
آداب کے معنی اور تعریف	۱۴۷
آیات ۳۶ تا ۴۰	۱۴۸
حصولِ علم کے دو طریقے	۱۴۹
آیات ۴۱ تا ۴۵	۱۵۱
مُردوں کو زندہ کرنے کیلئے اسرافیل کی آواز	۱۵۲
سورۂ ذاریات	۱۵۴
آیات ۱ تا ۲۳	۱۵۴
عبادت میں شب بیداری اور اسکی تفصیل	۱۵۹
بوقتِ سحر استغفار کی برکات و فضائل	۱۶۰
صدقہ و خیرات کرنے والوں کو خاص ہدایت	//
آفاقِ عالم اور اپنے نفوس میں قدرت کی نشانیاں	۱۶۱
آیات ۲۴ تا ۴۶	۱۶۳
بعض آدابِ مہمانی	۱۶۷
آیات ۴۷ تا ۵۵	۱۶۸
آیات ۵۶ تا ۶۰	۱۷۰
جن و انس کی تخلیق کا مقصد	۱۷۱
سورۂ طور	۱۷۴
آیات ۱ تا ۲۸	//
آسمانی کعبہ بیت معمور	۱۷۹
فاروق اعظمؓ پر خشیۃ اللہ کا غلبہ	۱۸۰
بزرگوں کے ساتھ نسبی تعلق آخرت میں بشرطِ ایمان فائدہ دے گا	//
آیات ۲۹ تا ۴۹	۱۸۱
کفارۂ مجلس	۱۸۷

مضمون	صفحہ
سورۃ النجم	۱۸۸
آیات ۱ تا ۱۸	〃
سورۂ نجم کی بعض خصوصیات	۱۹۳
آنحضرتؐ کو لفظ صاحبکم سے تعبیر کرنے کی حکمت	۱۹۴
سورۂ نجم کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں ائمہ تفسیر کا اختلاف	۱۹۵
ابن کثیر کی تحقیق	۱۹۶
ایک علمی اشکال اور اس کا جواب	۱۹۸
جنت اور دوزخ کا موجودہ مقام	۲۰۰
آیاتِ مذکورہ کی تفسیر میں حضرت استاذ علامہ کشمیری کی تحقیق مفید اور مختلف اقوال میں تطبیق	۲۰۱
رؤیت حق تعالیٰ کا مسئلہ	۲۰۴
آیات ۱۹ تا ۲۸	۲۰۶
ظن کی مختلف اقسام اور ان کے احکام	۲۰۸
آیات ۲۹ تا ۳۲	۲۰۹
ضروری تنبیہ، آخرت کا عملی انکار	۲۱۱
گناہ کبیرہ وصغیرہ کی تعریف	۲۱۲
آیات ۳۳ تا ۶۲	۲۱۳
شانِ نزول مع خلاصۂ تفسیر	۲۱۴
ابراہیم علیہ السلام کی امتیازی صفت ایفاءِ عہد اور اس کی کچھ تفصیل	۲۱۷
صحف موسیٰ وابراہیم علیہما السلام کی خاص ہدایات وتعلیمات	۲۱۸
ایک کے گناہ میں دوسرا آدمی نہیں پکڑا جائے گا	〃
ایصالِ ثواب یعنی دوسروں کو اپنے عمل کا ثواب بخشنے کا طریقہ	۲۱۹

مضمون	صفحہ
سورۂ نجم کی آخری آیت پر ساری مخلوقات کا سجدہ	۲۲۲
سورۃ القمر	۲۲۳
آیات ۱ تا ۸	〃
معجزۂ شق القمر	۲۲۵
اس معجزہ پر مخالفین کے شبہات کا جواب	۲۲۷
آیات ۹ تا ۱۷	۲۲۸
قرآن کے آسان ہونے کا مطلب	۲۳۰
آیات ۱۸ تا ۴۲	۲۳۱
معارف ومسائل	۲۳۴
آیات ۴۳ تا ۵۵	۲۳۵
معارف ومسائل	۲۳۷
سورۃ الرحمٰن	۲۳۹
آیات ۱ تا ۲۵	
جملہ فبای آلاء کے تکرار کی حکمت	۲۴۰
معارف ومسائل	۲۴۲
آیات ۲۶ تا ۴۵	۲۴۷
معارف ومسائل	۲۵۱
اَنْ تَنْفُذُوا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ، اس آیت کا فضائی سفر سے کوئی جوڑ نہیں	۲۵۵
آیات ۴۶ تا ۷۸	۲۵۶
معارف ومسائل	۲۶۰
سورۃ الواقعۃ	۲۶۳
آیات ۱ تا ۵۶	۲۶۳

مضمون	صفحہ
خلاصۂ تفسیر	۲۶۵
معارف ومسائل	۲۶۸
سورۂ واقعہ کی خصوصیات	〃
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی سبق آموز ہدایات	〃
میدانِ حشر میں حاضرین کی تین قسمیں	۲۶۹
اولین وآخرین سے کیا مراد ہے؟	۲۷۰
اہلِ جنت میں امتِ محمدیہ کی کثرت	۲۷۲
آیات ۵۷ تا ۷۴	۲۷۷
معارف ومسائل	۲۷۹
آیات ۷۵ تا ۹۶	۲۸۲
خلاصۂ تفسیر	۲۸۳
معارف ومسائل	۲۸۵
قرآن مجید کو ہاتھ سے چھونے کے لئے طہارت شرط ہے۔	۲۸۷
سورۃ الحدید	۲۹۰
آیات ۱ تا ۶	〃
خلاصۂ تفسیر	۲۹۱
معارف ومسائل	۲۹۲
سورۂ حدید کی بعض خصوصیات	〃
وساوسِ شیطانیہ کا علاج	〃
آیات ۷ تا ۱۱	۲۹۳
خلاصۂ تفسیر	۲۹۴
معارف ومسائل	۲۹۵
فتح مکہ صحابہ کرام کے درجات میں فاصل ہے	۲۹۷
تمام صحابہ کرام کیلئے مغفرت ورحمت کی بشارت	۲۹۸

مضمون	صفحہ
صحابہ کرام کا مقام قرآن سے پہچانا جاتا ہے تاریخی روایات سے نہیں	۲۹۹
صحابہ کرام کے بارے میں پوری امت کا اجماعی عقیدہ	۳۰۰
آیات ۱۲ تا ۱۹	۳۰۲
خلاصۂ تفسیر	۳۰۳
معارف ومسائل	۳۰۶
میدانِ حشر کی بعض تفصیلات حدیث سے	〃
میدانِ حشر میں نور وظلمت کے اسباب	۳۰۸
کیا ہر مؤمن صدیق وشہید ہوتا ہے؟	۳۱۱
آیات ۲۰ تا ۲۱ مع خلاصۂ تفسیر	۳۱۲
معارف ومسائل	۳۱۴
آیات ۲۲ تا ۲۴ مع خلاصۂ تفسیر	۳۱۷
معارف ومسائل	۳۱۸
آیت ۲۵ مع خلاصۂ تفسیر	۳۱۹
معارف ومسائل	۳۲۰
انبیاء اور آسمانی کتابیں دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے آتے ہیں یہی اصل مقصد ہے	〃
قیامِ عدل کے لئے تین چیزیں نازل کی گئیں، کتاب، میزان، لوہا، اس کی تفصیل،	۳۲۱
آیات ۲۶ تا ۲۹ مع خلاصۂ تفسیر	۳۲۲
معارف ومسائل	۳۲۵
رہبانیت کا مفہوم اور ضروری تشریح	۳۲۹
کیا رہبانیت مطلقاً مذموم ہے؟	۳۲۹
سورۃ المجادلۃ	۳۳۱
آیات ۱ تا ۶	〃
سببِ نزول کا واقعہ	۳۳۲

مضمون	صفحہ
خلاصۂ تفسیر	۳۳۳
معارف و مسائل	۳۳۵
ظہار کی تعریف اور حکم شرعی	〃
آیات ۷ تا ۱۳	۳۳۸
سبب نزول چند واقعات کا مجموعہ	۳۳۹
خلاصۂ تفسیر	۳۴۱
معارف و مسائل	۳۴۴
خفیہ مشوروں کے متعلق ایک ہدایت	۳۴۴
ایک دوسری ہدایت	〃
شرارتِ کفار کی مدافعت شریفانہ طرز پر	۳۴۵
بعض آدابِ مجلس	۳۴۵
فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً، اس آیت پر صرف حضرت علیؓ عمل کرنے پائے تھے پھر منسوخ ہوگئی، اور کسی نے عمل نہیں کیا	۳۴۷
آیات ۱۴ تا ۲۲ مع خلاصۂ تفسیر	۳۴۸
معارف و مسائل	۳۵۱
مسلمان کی دلی دوستی کسی کافر سے نہیں ہوسکتی	۳۵۲
سورۃ الحشر	۳۵۴
آیات ۱ تا ۵	〃
ربط آیات اور شانِ نزول مع خلاصۂ تفسیر	۳۵۵
معارف و مسائل	۳۵۸
سورۂ حشر کی خصوصیات اور قبیلۂ بنی نضیر کی تاریخ	〃
درسِ عبرت	۳۵۹
بنو نضیر کی جلاوطنی کے وقت مسلمانوں کی رواداری اہل سیاست کے لئے ایک سبق	۳۶۰

مضمون	صفحہ
رسول کا حکم درحقیقت اللہ ہی کا حکم ہے	۳۶۲
اجتہادی اختلافات کی دونوں جانبوں میں کسی کو گناہ نہیں کہہ سکتے	〃
مسئلہ: جنگ کے وقت درختوں وغیرہ کو آگ لگانا،	〃
آیات ۶ تا ۱۰ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۳۶۶
مالِ غنیمت اور فیئ کی تعریف	〃
غنیمت اور فیئ کے مصارف	〃
اکتنازِ دولت پر اسلامی قوانین کی ضرب کاری	۳۶۹
حکم رسول حکم قرآن کی طرح واجب العمل ہے	۳۷۰
اموالِ صدقات میں حاجتمند علماء صلحاء مقدم ہیں	۳۷۱
فضائلِ مہاجرین	۳۷۲
مسلمانوں کے اموال پر کفار کے قبضہ کا حکم	〃
فضائلِ انصار	۳۷۳
اموالِ بنی نضیر کی تقسیم کا واقعہ	۳۷۴
حضرات انصار کے ایثار کے چند عبرت آموز واقعات	۳۷۵
ایک شبہ کا جواب	۳۷۸
مہاجرین کی طرف سے ایثارِ انصار کی مکافات	۳۷۸
کینہ و حسد سے پاک ہونا جنتی ہونے کی علامت ہے	۳۷۹
مہاجرینؓ و انصارؓ کے بعد عام امت کے مسلمان	۳۸۰
امت کے حق پر ہونے کی پہچان صحابہ کرام کی عظمت و محبت ہے۔	〃
آیات ۱۱ تا ۱۷ مع خلاصۂ تفسیر	۳۸۲
معارف و مسائل	۳۸۵

مضمون	صفحہ
قبیلہ بنو قینقاع کی جلاوطنی	۳۸۶
آیات ۱۸ تا ۲۴ مع خلاصۂ تفسیر	۳۸۸
معارف و مسائل	۳۹۰
سورۂ حشر کی آخری آیات کے خاص فوائد و برکات	۳۹۴
سورۃ الممتحنۃ	۳۹۵
آیات ۱ تا ۶	〃
خلاصۂ تفسیر	۳۹۷
معارف و مسائل	۳۹۹
آیات کا سببِ نزول	〃
فتح مکہ کی خفیہ تیاری	〃
حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی لغزش اور معافی	۴۰۰
ایک شبہ کا جواب	۴۰۲
آیات ۷ تا ۹ مع خلاصۂ تفسیر	۴۰۳
معارف و مسائل	۴۰۴
حضرت اسماءؓ کی والدہ کا مدینہ آنا اور صاحبزادی کی قوتِ ایمان کا ایک سبق آموز واقعہ	۴۰۵
آیات ۱۰ تا ۱۲ مع خلاصۂ تفسیر	۴۰۶
سببِ نزول	۴۰۷
معارف و مسائل	۴۱۰
صلح نامۂ حدیبیہ کی ایک شرط کی وضاحت	〃
مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان رشتۂ ازدواج کی حرمت	۴۱۱

مضمون	صفحہ
شرط مذکور کی توضیح صلح حدیبیہ میں ہی فریقِ ثانی کے سامنے کردی گئی تھی جس نے اس کو منظور کیا	۴۱۱
شرطِ حدیبیہ کے بعد کوئی مسلمان عورت مرتد ہوکر مکہ نہیں گئی بجز ایک کے اور وہ بھی پھر مسلمان ہوگئی	۴۱۶
عورتوں کی بیعت	〃
مردوں کی بیعت میں اجمال عورتوں کی بیعت میں تفصیل	۴۱۷
سورۃ الصّف	۴۱۹
آیات ۱ تا ۹ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۴۲۳
شانِ نزول کا واقعہ	〃
دعویٰ اور دعوت میں فرق	۴۲۴
انجیل میں آنحضرتؐ کو بنامِ احمد ذکر کرنے کی حکمت	۴۲۶
انجیل میں آنحضرتؐ کی بشارتیں	〃
آیات ۱۰ تا ۱۴ مع خلاصۂ تفسیر	۴۲۷
معارف و مسائل	۴۲۸
عیسائیوں کے تین فرقے	۴۲۹
سورۃ الجمعۃ	۴۳۱
آیات ۱ تا ۸ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۴۳۳
بعثتِ نبویؐ کے تین مقاصد	۴۳۴
ایک سوال و جواب	۴۳۵

مضمون	صفحہ
عالم بے عمل کی مثال	۴۳۷
موت کی تمنا جائز ہے یا نہیں؟	۴۳۸
اسبابِ موت سے فرار کے احکام	〃
آیات ۹ تا ۱۱ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۴۴۰
چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہ ہونے کی طرف آیت میں اشارہ	۴۴۱
جمعہ کے بعد تجارت و کسبِ معاش میں برکت	۴۴۳
سورۂ منافقون	۴۴۵
آیات ۱ تا ۸ مع خلاصۂ تفسیر	〃
سورۂ منافقون کے نزول کا مفصل واقعہ	۴۴۸
وطنی یا نسبی قومیت کفر و جاہلیت کا نعرہ ہے اور تعاون و تناصر کا اسلامی اصول	۴۴۹
واقعۂ مذکورہ میں اہم ہدایات	۴۵۳
اسلامی سیاست کا سنگِ بنیاد اسلامی برادری قائم کرنا ہے جس میں وطن، نسب زبان کا فرق حائل نہ ہو	۴۵۴
صحابہ کرام کا مقام بلند و اسلامی اصول کی سخت پابندی	۴۵۵
موضعِ تہمت اور عوام کی غلط فہمی سے بچنا چاہئے	۴۵۶
آیات ۹ تا ۱۱ مع خلاصہ تفسیر	۴۵۷
معارف مسائل	۴۵۸
سورۃ التغابن	۴۶۰
آیات ۱ تا ۱۰ مع خلاصۂ تفسیر	〃

مضمون	صفحہ
معارف و مسائل	۴۶۳
دو قومی نظریے	〃
قیامت کو یوم تغابن کہنے کی وجہ	۴۶۵
آیات ۱۱ تا ۱۸ مع خلاصۂ تفسیر	۴۶۷
معارف و مسائل	۴۶۹
گناہگار بیوی بچوں سے بیزاری اور بغض درست نہیں	۴۷۰
مال اور اولاد انسان کے لئے بڑا فتنہ ہیں	〃
سورۃ الطلاق	۴۷۲
آیات ۱ تا ۷ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۴۷۶
نکاح و طلاق کی شرعی حیثیت اور ان کا حکیمانہ نظام	〃
طلاق کے متعدد احکام	۴۷۸
دوسرا، تیسرا، چوتھا حکم	۴۸۰
پانچواں حکم	۴۸۲
چھٹا، ساتواں حکم	۴۸۳
تین طلاق بیک وقت دینا حرام ہے، مگر تین طلاق ہو جاتی ہیں	〃
آٹھواں حکم	۴۸۴
تعزیرات کے متعلق قرآن کا حکیمانہ اور مربیانہ اصول عجیب	۴۸۵
وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا کا شانِ نزول	۴۸۶
مسئلہ	۴۸۷
مصائب سے نجات اور حصولِ مقاصد کا مجرب نسخہ	۴۸۸

مضمون	صفحہ
عدت طلاق کے متعلق نواں حکم	۴۸۹
تقویٰ کی پانچ برکات	〃
دسواں اور گیارہواں حکم	۴۹۰
بارہواں، تیرہواں، چودھواں حکم	۴۹۱
مسئلہ	۴۹۲
آیات ۸ تا ۱۲ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۴۹۳
سات زمینیں کہاں کہاں کس صورت میں ہیں؟	〃
سورۃ التحریم	۴۹۶
آیات ۱ تا ۵ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۴۹۸
آیاتِ تحریم کا واقعۂ نزول	〃
کسی حلال کو حرام کرنے کی تین صورتیں	۴۹۹
آیات ۶ و ۷ مع خلاصۂ تفسیر	۵۰۱
معارف و مسائل	۵۰۲
بیوی اور اولاد کی تعلیم و تربیت ہر مسلمان پر فرض ہے	۵۰۳
آیات ۸ تا ۱۲ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۵۰۵
سورۃ الملک	۵۰۸
آیات ۱ تا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۵۱۴
فضائلِ سورت	〃
موت و حیات کی حقیقت	۵۱۵

مضمون	صفحہ
موت و حیات کے مختلف درجات	۵۱۶
حسنِ عمل کی تعریف	۵۱۷
سمع و بصر اور قلب کی تخصیص	۵۲۰
سورۃ القلم	۵۲۲
آیات ۱ تا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۵۳۰
قلم کی مراد اور خاص فضیلت	〃
قسم کا فائدہ	۵۳۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلقِ عظیم	۵۳۲
باغ والوں کا قصہ	۵۳۴
مصیبت کے وقت ایک دوسرے پر الزام ڈالنا ایک دوسرا عذاب ہے	۵۳۶
قیامت کی عقلی دلیل	۵۳۷
نظرِ بد کا علاج	۵۳۹
سورۃ الحاقۃ	۵۴۰
آیات ۱ تا ختم سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۵۴۵
سورۃ المعارج	۵۴۹
آیات ۱ تا ختم سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	۵۵۴
روزِ قیامت کی درازی ایک ہزار یا پچاس ہزار سال کی تحقیق	۵۵۵
مقادیرِ زکوٰۃ منجانب اللہ مقرر ہیں، ان میں کمی بیشی کا کسی کو کسی زمانے میں اختیار نہیں	۵۵۷
اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرنا	۵۵۸
حقوق امانت ہیں۔	〃

مضمون	صفحہ
سُورۃ نوح	۵۵۹
آیات اتا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۵۶۳
سُورۃ الجن	۵۶۸
آیات اتا آخر سورت	〃
شانِ نزول، چند واقعات	۵۷۰
خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۵۷۴
جنات کی حقیقت	〃
سورۂ جن کے نزول کے واقعہ کی تفصیل	〃
ابوطالب کی وفات اور آنحضرت کا سفرِ طائف اور عالم بیکسی کی دعاء	۵۷۵
ایک صحابی جن کا واقعہ	۵۷۷
حضرت رافع بن عمیر کا اسلام بتلقینِ جنات	۵۷۸
جنات قبل از اسلام آسمانی خبریں سننے کیلئے بادلوں تک جاتے تھے نہ کہ آسمان تک	۵۷۹
شہاب ثاقب اگرچہ پہلے سے تھے مگر ان سے دفع شیاطین کا کام عہدِ نبویؐ میں لیا گیا	۵۸۰
علم غیب اور غیبی خبروں میں فرق	۵۸۲
سُورۃ المزمّل	۵۸۴
آیات اتا آخر سورت مع خلاصہ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۵۸۸
نماز تہجد کے احکام	۵۸۹
ترتیلِ قرآن کا مطلب	۵۹۰
اہل علم کو بھی رات کا وقت عبادت میں مشغول رکھنا بہتر ہے	۵۹۳
صرف اللہ اللہ کا ذکر بھی مسنون ہے بدعت نہیں	۵۹۴
توکل کے شرعی معنی	۵۹۵
سلف صالحین کا خوفِ آخرت	۵۹۷
نماز تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی	〃
بعض احکام شرعیہ کے منسوخ ہونے کی حقیقت	۵۹۸
سُورۃ المدّثّر	۶۰۲
آیات اتا آخر سورۃ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۶۰۹
سورۂ مدثر کے نزول کی تاریخ	〃
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائی تعلیم پانچ احکام	۶۱۰
ولید بن مغیرہ جس کا تموّل اس سورت میں مذکور ہے، اس کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ گنیاں تھیں	۶۱۲
ابوجہل اور ولید بن مغیرہ کا مکالمہ، اور آنحضرتؐ کی حقانیت پر دونوں کا اتفاق	۶۱۳
جھوٹ سے کفار بھی پرہیز کرتے تھے	۶۱۴
اولاد کا اپنے پاس ہونا بھی نعمت ہے	〃
کافر کے لئے کسی کی سفارش نافع نہ ہوگی اور مؤمن کے لئے بہت سے لوگوں کی شفاعت نافع ہوگی	۶۱۶
سُورۃ القیٰمۃ	۶۱۸
آیات اتا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃

مضمون	صفحہ
معارف ومسائل	۶۲۳
نفس لوّامہ کی تفسیر	۶۲۳
نفس امّارہ، لوّامہ، مطمئنہ	〃
حشرِ اجساد میں قدرتِ حق کا عجیب عمل	۶۲۴
ترکِ قرأت خلف الامام کی ایک دلیل	۶۲۶
سُورۃ الدّھر	۶۲۹
آیات اتا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۶۳۵
ہر انسان کی تخلیق میں دنیا بھر کے اجزاء اور ذرّات کی شمولیت	۶۳۶
نذر و منت کے مسائل	۶۳۷
انسانی جوڑ بند میں کرشمۂ قدرت	۶۳۹
سُورۃ المرسلٰت	۶۴۰
آیات اتا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۶۴۴
سُورۃ النّبأ	۶۴۹
آیات اتا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۶۵۲
نیند اللہ کی بڑی نعمت ہے	۶۵۳
خلودِ جہنم کا اجماعی عقیدہ اور اس پر شبہات کا جواب	۶۵۶
سُورۃ النّٰزعٰت	۶۶۰
آیات اتا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۶۶۳
قبر میں ثواب و عذاب	۶۶۵
نفس اور رُوح دو چیزیں الگ الگ ہیں قاضی ثناء اللہؒ کی تحقیق	〃
ہوائے نفسانی کے تین درجے	۶۶۷
مکائدِ نفس	〃
سُورۃ عبس	۶۶۹
آیات اتا آخر سورت	〃
شانِ نزول	۶۷۰
خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۶۷۲
تبلیغ دین اور تعلیم کیلئے ایک اہم اصولِ قرآنی	۶۷۳
سُورۃ التّکویر	۶۷۸
آیات اتا آخر سورت	〃
معارف ومسائل	۶۸۱
چار ماہ کے بعد اسقاطِ حمل بحکم قتل ہے	۶۸۲
سُورۃ الانفطار	۶۸۵
آیات اتا آخر سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۶۸۶
سُورۃ التّطفیف	۶۸۹
آیات اتا آخر مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۶۹۳

مضمون	صفحہ
تطفیف صرف ناپ تول ہی میں نہیں بلکہ مطلقاً حق دار کو حق سے کم دینا تطفیف ہے	۶۹۳
فقر وفاقہ اور قحط کی مختلف صورتیں	۶۹۴
سجین اور علیین مقامات کا نام ہے	۶۹۵
جنت اور دوزخ کا مقام	〃
فائدہ	۶۹۶
موت کے بعد مستقر ارواح کہاں ہے؟	۶۹۷
سُورَةُ الانشقاق	۷۰۰
آیات مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۰۲
احکام آلہیہ کی قسمیں، تکوینی، تشریعی	۷۰۳
رجوع الی اللہ	۷۰۴
انسان کا دائمی سفر اور بے شمار انقلابات کے بعد آخری منزل	۷۰۶
سُورَةُ البروج	۷۰۹
مکمل سورۃ مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۱۲
اصحاب اخدود کے واقعہ کی کچھ تفصیل	۷۱۳
سُورَةُ الطارق	۷۱۵
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۱۶
سُورَةُ الاعلیٰ	۷۲۰
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃

مضمون	صفحہ
معارف ومسائل	۷۲۲
چند مسائل	〃
تخلیقِ کائنات میں حق تعالیٰ کی لطیف و عجیب حکمتیں	۷۲۳
سائنس کی تعلیم بھی عطا حق تعالیٰ ہے	۷۲۴
صحفِ ابراہیمی کے بعض مضامین	۷۲۷
صحفِ موسیٰ علیہ السلام کے بعض مضامین	〃
سُورَةُ الغاشیة	۷۲۸
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۳۰
بعض آداب معاشرت	۷۳۲
سُورَةُ الفجر	۷۳۴
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۳۷
وَالفجر اور لیالی عشر سے کیا مراد ہے؟	۷۳۸
رزق کی فراخی اور تنگی مقبولیت یا مردودیت کی علامت نہیں	۷۴۱
یتیم کا حق ادا کرنے کے ساتھ اس کا اکرام بھی ضروری ہے	۷۴۲
ادخلی جنتی کا خطاب موت اور حشر دونوں کے وقت	۷۴۵
چند واقعاتِ عجیبہ	〃
سُورَةُ البلد	۷۴۷
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃

مضمون	صفحہ
معارف ومسائل	۷۴۹
دنیا میں نہ کوئی راحت مکمل ہے نہ کلفت و مصیبت	۷۵۰
آنکھ اور زبان کی تخلیق میں خاص حکمتیں	〃
صرف اپنی نیکی پر اکتفا نہ کیا جائے۔	۷۵۲
سُورَةُ الشمس	۷۵۳
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۵۵
سُورَةُ اللیل	۷۵۸
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۶۰
سعی و عمل کے اعتبار سے انسانوں کے دو گروہ	〃
صحابۂ کرامؓ سب کے سب جہنم سے محفوظ ہیں	۷۶۲
سُورَةُ الضحیٰ	۷۶۴
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۶۵
شانِ نزول	〃
سورۂ ضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورت کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا سنت ہے	۷۶۸
سُورَةُ الانشراح	۷۶۹
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۷۰
علماء کو کچھ وقت ذکر اللہ اور خلوت کا بھی رکھنا چاہئے	۷۷۲

مضمون	صفحہ
سُورَةُ التین	۷۷۳
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۷۴
انسان ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ حسین ہے	۷۷۵
حسنِ انسانی کا ایک عجیب واقعہ	〃
إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ، حدیث نہیں	〃
سُورَةُ العلق	۷۷۸
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۸۱
سب سے پہلی وحی اور متعلقہ واقعات	〃
تعلیم کا سب سے پہلا ذریعہ قلم ہے	۷۸۵
قلم کی تین قسمیں	〃
علم کتابت کا سب سے پہلا سیکھنے والا	〃
خط و کتابت اللہ کی بڑی نعمت ہے	۷۸۶
علماء سلف کا فنِ کتابت کے لئے اہتمام	〃
آنحضرتؐ کو کتابت کا علم نہ دینے کا راز	〃
ذریعۂ تعلیم قلم کے علاوہ اور بھی ہیں	۷۸۷
سجدہ میں دعاء کی قبولیت	۷۸۹
سُورَةُ القدر	۷۹۰
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف ومسائل	۷۹۱
شانِ نزول	〃
لیلۃ القدر کے معنی	〃

مضمون	صفحہ
شب قدر کی تعیین	۷۹۲
شب قدر کے بعض فضائل	″
تمام آسمانی کتابیں رمضان میں نازل ہوئیں	۷۹۳
فائدہ	۷۹۴
سورۃ البینۃ	۷۹۴
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۷۹۶
سورۃ الزلزال	۸۰۰
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۰۱
سورۃ العٰدیٰت	۸۰۲
پوری سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۰۳
فائدہ	۸۰۵
سورۃ القارعۃ	۸۰۶
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۰۷
سورۃ التکاثر	۸۰۸
مکمل سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۰۹

مضمون	صفحہ
سورۃ تکاثر کی خاص فضیلت	۸۱۰
سورۃ العصر	۸۱۱
مکمل سورۃ مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	″
سورۃ عصر کی خاص فضیلت	″
نوع انسان کے خسارہ پر زمانے کی قسم میں حکمت	۸۱۲
نجات کے لئے صرف اپنی اصلاح کافی نہیں دوسرے مسلمانوں کی فکر بھی ضروری ہے	۸۱۳
سورۃ الھمزۃ	۸۱۴
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۱۵
سورۃ الفیل	۸۱۶
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۱۷
واقعۂ فیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے سال میں ہوا	″
اصحابِ فیل کا تفصیلی واقعہ	″
سورۃ قریش	۸۲۲
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	″

مضمون	صفحہ
قریش کی افضلیت سارے عرب پر	۸۲۳
سورۃ قریش کی خاص فضیلت دشمن کے شر سے نجات	۸۲۴
سورۃ الماعون	۸۲۵
سورۃ مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۲۶
سورۃ الکوثر	۸۲۷
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۲۸
شانِ نزول	″
حوضِ کوثر	۸۲۹
عبرت	۸۳۱
سورۃ الکافرون	۸۳۱
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۳۲
اس سورت کے فضائل و خواص	″
شانِ نزول	″
کفار سے معاہدۂ صلح کی جائز اور ناجائز صورتیں	۸۳۳
سورۃ النصر	۸۳۵
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	″

مضمون	صفحہ
قرآن مجید کی آخری سورت اور آخری آیات	۸۳۶
جب موت قریب محسوس ہو تو تسبیح و استغفار کی کثرت چاہئے	۸۳۷
سورۃ اللہب	۸۳۸
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	″
شانِ نزول	۸۳۹
چغل خوری سخت کبیرہ گناہ ہے	۸۴۱
سورۃ الاخلاص	۸۴۲
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	″
شانِ نزول	″
فضائل سورت	۸۴۳
سورۃ اخلاص میں مکمل توحید ہر طرح کے شرک کی نفی	۸۴۴
سورۃ الفلق	۸۴۴
سورت مع خلاصۂ تفسیر	″
معارف و مسائل	۸۴۵
سحر کے اثر سے متاثر ہونا نبوت کے منافی نہیں	۸۴۶
معوذتین دینی اور دنیوی آفات سے حفاظت کا قلعہ	″

مضمون	صفحہ
لفظ شر کے معنی از ابن قیمؒ	۸۴۸
سُوْرَۃُ النَّاس	۸۵۰
سورت مع خلاصۂ تفسیر	〃
معارف و مسائل	〃
شیطانی وساوس سے پناہ مانگنے کی اہمیت	۸۵۲
مواضع تہمت سے بچنا اور مسلمانوں کو بدگمانی سے بچانا بھی ضروری ہے	۸۵۳
سورۂ فلق اور ناس کے تعوذات میں فرق	〃
انسان کے دو دشمن اور دونوں کا الگ الگ علاج	۸۵۴
انسانی اور شیطانی دشمنوں کے مقابلہ کا فرق	۸۵۵
کید شیطانی ضعیف ہے	〃
قرآن کریم کی ابتداء و انتہاء میں خاص مناسبت	〃
خاتمۂ تفسیر	۸۵۶
تمت	

سُوْرَۃُ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم

سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ محمد مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں اڑتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ① وَالَّذِيْنَ

جو لوگ کہ منکر ہوئے اور روکا اوروں کو اللہ کی راہ سے کھو دیئے اللہ نے انکے کئے کام اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ

یقین لائے اور کئے بھلے کام اور مانا اس کو جو اُترا محمدؐ پر اور وہی ہے سچا دین

مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ بِاَنَّ

انکے رب کیطرف سے اُن پر سے اُتاریں اُن کی بُرائیاں اور سنوارا اُن کا حال یہ اس لئے کہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ

جو منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر اور جو یقین لائے انھوں نے مانی سچی بات

مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③

اپنے رب کیطرف سے یوں بتلاتا ہے اللہ لوگوں کو اُن کے احوال

خُلاصۂ تفسیر

جو لوگ (خود بھی) کافر ہوئے اور (دوسروں کو بھی) اللہ کے راستہ سے روکا (جیسا رؤسائے کفار کی عادت تھی کہ جان و مال سے ہر طرح کی کوشش اسلام کا راستہ روکنے میں کرتے تھے سو) خدا نے اُنکے عمل کالعدم کر دیئے (یعنی جن کاموں کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں بلکہ اُن میں سے بعضے کام اور اُلٹے موجب عتاب ہیں جیسے اللہ کے راستے پر چلنے سے روکنے میں فرچ

کرنا، کما قال تعالیٰ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً (الخ) اور (برخلاف انکے) جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کئے اور (انکے ایمان کی کیفیت تفصیلی یہ ہے کہ) وہ اس سب پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے اور وہ (جو نازل کیا گیا ہے وہ) انکے رب کے پاس سے (آیا ہوا) امر واقعی (بھی) ہے (جسکا ماننا ہے بھی ضروری سو) اللہ تعالیٰ انکے گناہ اُن پر سے اتار دیگا (یعنی معاف کردیگا) اور (دونوں جہان میں) اُن کی حالت درست رکھے گا (دُنیا میں تو اسطرح کہ اُن کو اعمالِ صالحہ کی توفیق بڑھتی جاویگی اور آخرت میں اس طرح کہ ان کو عذاب سے نجات اور جنت میں داخلہ ملے گا اور) یہ (جو مؤمنین کی خوشحالی اور کفار کی بدحالی بیان کیگئی) اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط راستہ پر چلے اور اہلِ ایمان صحیح راستہ پر چلے جو اُن کے رب کیطرف سے (آیا) ہے، (اور غلط راستہ کا موجب ناکامی ہونا اور صحیح راستہ کا سبب کامیابی ہونا ظاہر ہے اسلئے وہ ناکام ہوئے اور یہ کامیاب ہوئے۔ اور اگر اسلام کے صحیح راستہ ہونے میں کوئی شبہ ہو تو مِنْ رَّبِّهِمْ سے اسکا جواب ہوگیا کہ دلیل اسکی صحیح ہونیکی یہ ہے کہ وہ من جانب اللہ ہے اور من جانب اللہ ہونا تمام معجزات نبویہ سے بالخصوص اعجاز قرآنی سے ثابت ہے اور) اللہ تعالیٰ اسی طرح (جیسے یہ حالت بیان فرمائی) لوگوں کے (نفع و ہدایت کے) لئے اُن (مذکورین) کے حالات بیان فرماتا ہے (تاکہ ترغیب و ترہیب کے دونوں طریقوں سے ہدایت کی جائے)

معارف و مسائل

سورۂ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا دوسرا نام سورۂ قتال بھی ہے کیونکہ جہاد و قتال کے احکام اس میں بیان ہوئے ہیں۔ ہجرتِ مدینہ کے فوراً بعد ہی یہ سورت نازل ہوئی یہانتک کہ اس کی ایک آیت وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ وہ مکی آیت ہے کیونکہ اسکا نزول اسوقت ہوا ہے جبکہ آپ ہجرت کی نیت سے مکہ معظمہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ کی بستی اور بیت اللہ پر نظر کر کے آپ نے فرمایا کہ ساری دُنیا کے شہروں میں مجھے تو ہی محبوب ہے اگر اہلِ مکہ مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں خود اپنے اختیار سے مکہ مکرمہ کو نہ چھوڑتا، اور اصطلاح مفسرین کیمطابق جو آیات سفر ہجرت مدینہ کے دوران میں نازل ہوئی ہیں وہ مکی کہلاتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ سورت ہجرت مدینہ کے فوراً بعد نازل ہوئی ہے اور یہیں پہنچکر کفار سے جہاد و قتال کے احکام نازل ہوئے ہیں۔

صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، سبیل اللہ سے مُراد اسلام ہے اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ میں ان کفار کے وہ اعمال مراد ہیں جو فی نفسہٖ نیک کام ہیں جیسے مساکین کی امداد و اعانت، پڑوسی کی حمایت و حفاظت، سخاوت اور صدقہ خیرات وغیرہ کہ یہ اعمال اگرچہ اپنی ذات میں نیک اور اچھے عمل ہیں

لیکن آخرت میں ان کا فائدہ ایمان لانے کیساتھ مشروط ہے کافروں کے ایسے نیک اعمال آخرت میں انکے کچھ کام نہ آئیں گے البتہ دنیا میں ہی ان کو انکے نیک کاموں کے بدلے میں راحت و آرام دیدیا جاتا ہے۔

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ، اگرچہ پہلے جملے میں ایمان اور عمل صالح کا ذکر آچکا ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ پر نازل ہونیوالی وحی بھی شامل ہے مگر اس دوسرے جملے میں اسکو بالتصریح ذکر کرنے میں یہ بتلانا منظور ہے کہ ایمان کی اصل بنیاد اس پر ہے کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام تعلیمات کو صدق دل سے قبول کیا جائے۔

وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ، لفظ بال کبھی شان اور حال کے معنی میں آتا ہے اور کبھی قلب کے معنی میں یہاں دونوں معنے لئے جاسکتے ہیں، پہلے معنی لئے جاویں تو مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حال کو یعنی دُنیا و آخرت کے تمام کاموں کو درست کردیا اور دوسری صورت میں معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے انکے قلوب کو درست کردیا حاصل اسکا بھی وہی ہوگا کہ تمام کام درست کردیئے کیونکہ کاموں کی درستی قلب کی درستی کیساتھ لازم و ملزوم ہیں۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ

سو جب تم مقابل ہو منکروں کے تو مارو گردنیں یہانتک کہ جب خوب قتل کرچکو اُن کو

فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ

تو مضبوط باندھ لو قید پھر یا احسان کیجیو اور یا معاوضہ لیجیو جب تک کہ رکھ دے

ع ۱۳ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڔ

لڑائی اپنے ہتھیار

خلاصۂ تفسیر

(اُوپر کی آیات میں اہلِ ایمان کا مُصلح ہونا اور کفار کا مفسد ہونا بیان ہوا ہے اسکی مناسبت سے کفر و کفار کا فساد رفع کرنے کے لئے اس آیت میں احکامِ جہاد کا ذکر ہے) سو جب تمھارا کفار سے مقابلہ ہوجائے تو اُن کی گردنیں مارو، یہاں تک کہ جب تم اُن کی خوب خونریزی کرچکو (جسکی حد یہ ہے کہ کفار کی شوکت و قوت ٹوٹ جائے اور قتال بند کرنے سے مسلمانوں کی مضرت یا کفار کے غلبہ کا خوف نہ رہے) تو (اسوقت کفار کو قید کرکے) خوب مضبوط باندھ لو پھر اسکے بعد (تم کو دو باتوں کا اختیار ہے) یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لیکر چھوڑ دینا (اور یہ قید اور قتل کا حکم اُسوقت تک ہے) جبتک کہ لڑنے والے (دشمن) اپنے ہتھیار نہ رکھدیں (مراد اس

سے اسلام یا استسلام ہے یعنی یا تو اسلام قبول کرلیں یا مسلمانوں کا ذمی ہو کر رہنا قبول کرلیں تو پھر نہ قتل جائز ہے نہ قید۔

معارف و مسائل

اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوئیں، اول یہ کہ جب قتال کے ذریعہ کفار کی شوکت و قوت ٹوٹ جائے تو اب بجائے قتل کرنے کے ان کو قید کرلیا جائے پھر ان جنگی قیدیوں کے متعلق مسلمانوں کو دو اختیار دیئے گئے، ایک یہ کہ اُن پر احسان کیا جائے بغیر کسی فدیہ اور معاوضہ کے چھوڑ دیا جائے دوسرے یہ کہ اُن سے کوئی فدیہ لیکر چھوڑا جائے۔ فدیہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے کچھ مسلمان انکے ہاتھ میں قید ہوں تو اُن سے تبادلہ کرلیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ مال کا فدیہ لیکر چھوڑا جائے۔ یہ حکم بظاہر اس حکم کے خلاف ہے جو سورۂ انفال کی آیت میں گزر چکا ہے جس میں غزوۂ بدر کے قیدیوں کو معاوضہ لیکر چھوڑ دینے کی رائے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کا عذاب قریب آگیا تھا اگر یہ عذاب آتا تو اس سے بجز عمر بن خطابؓ اور سعد بن معاذؓ کے کوئی نہ بچتا کیونکہ انھوں نے فدیہ لیکر چھوڑنے کی رائے سے اختلاف کیا تھا جس کی پوری تفصیل معارف القرآن جلد چہارم میں صفحہ ۲۸۲ سے ۲۸۸ تک لکھی گئی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آیت انفال نے بدر کے قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑنا بھی ممنوع کردیا تو بلا معاوضہ چھوڑنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔ اور سورۂ محمد کی آیت مذکورہ نے ان دونوں چیزوں کو جائز قرار دیا ہے اسلئے اکثر صحابہ اور ائمہ فقہاء نے فرمایا کہ سورۂ محمد کی اس آیت نے سورۂ انفال کی آیت کو منسوخ کردیا تفسیر مظہری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حسن اور عطاء اور اکثر صحابہ و جمہور فقہاء کا یہی قول ہے اور ائمہ فقہاء میں سے ثوری، شافعی، احمد، اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی قلت تھی اسوقت من و فداء کی ممانعت آئی اور پھر جب مسلمانوں کی شوکت و تعداد بڑھ گئی تو سورہ محمد میں من و فداء کی اجازت دیدی گئی۔ تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہؒ نے اس کو نقل کر کے فرمایا کہ یہی قول صحیح اور مختار ہے کیونکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر عمل فرمایا اور آپکے بعد خلفائے راشدین نے اسپر عمل فرمایا اسلئے یہ آیت سورۂ انفال کی آیت کے لئے ناسخ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سورۂ انفال کی آیت غزوہ بدر کے وقت نازل ہوئی جو ہجرت کے دوسرے سال میں ہوا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۶ ہجری غزوۂ حدیبیہ میں جن قیدیوں کو بلا معاوضہ آزاد فرمایا ہے وہ سورۂ محمد کی اس آیت مذکورہ کے مطابق ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اہلِ مکہ میں سے اسی آدمی اچانک جبل تنعیم

سے اُترے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو بے خبر پاکر قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زندہ گرفتار کرلیا پھر بلا معاوضہ آزاد کردیا۔ اسی پر سورۂ فتح کی یہ آیت نازل ہوئی وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ، امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مشہور مذہب اُن کی ایک روایت کیمطابق یہ ہے کہ جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ یا معاوضہ لیکر آزاد کرنا جائز نہیں اسی لئے علماء حنفیہ نے سورہ محمد کی آیت مذکورہ کو امام اعظم کے نزدیک منسوخ اور سورۂ انفال کی آیت کو ناسخ قرار دیا ہے مگر تفسیر مظہری نے یہ صحیح کردیا کہ سورۂ انفال کی آیت پہلے اور سورۂ محمد کی آیت بعد میں نازل ہوئی ہے اسلئے وہی ناسخ اور انفال کی آیت منسوخ ہے اور امام اعظم کا مختار مذہب بھی جمہور صحابہ و فقہاء کیمطابق آزاد کردینے کے جواز کا نقل کیا ہے جبکہ مسلمانوں کی مصلحت اسی میں ہو، اور فرمایا کہ یہی اصح اور مختار ہے۔ علمائے حنفیہ میں سے علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں اسی طرف مائل ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ قدوری اور ہدایہ کی روایت کیمطابق امام اعظم کے نزدیک قیدیوں کو فدیہ لیکر آزاد نہیں کیا جاسکتا اور یہ ایک روایت ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے، مگر انہی سے دوسری روایت سیر کبیر میں جمہور کے قول کیمطابق جواز کی منقول ہے اور یہی ان دونوں روایتوں میں اظہر ہے اور امام طحاوی نے معانی الآثار میں اسی کو ابوحنیفہؒ کا مذہب قرار دیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ محمد اور سورۂ انفال کی دونوں آیتیں جمہور صحابہ و ائمہ کے نزدیک منسوخ نہیں، مسلمانوں کے حالات اور ضرورت کے تابع امام المسلمین کو اختیار ہے کہ انمیں جس صورت کو مناسب سمجھے اختیار کرلے۔ قرطبی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عمل سے یہ ثابت کیا ہے کہ جنگی قیدیوں کو کبھی قتل کیا گیا ہے اور کبھی غلام بنایا گیا اور کبھی فدیہ لے کر چھوڑ گیا اور کبھی بغیر فدیہ کے آزاد کردیا گیا۔ فدیہ لینے میں یہ بھی داخل ہے کہ انکے بدلے میں مسلمان قیدی آزاد کرالئے جائیں اور یہ بھی کہ اُن سے کچھ مال لیکر چھوڑ اجائے، دونوں قسم کی صورتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہیں اس تفصیل کو نقل کرنے کے بعد انھوں نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں جن آیتوں کو ناسخ منسوخ کہا گیا درحقیقت وہ سب محکم ہیں ان میں سے کوئی منسوخ نہیں، اسلئے کہ جب کفار قید ہو کر ہمارے قبضے میں آئیں تو امام المسلمین کو چار چیزوں کا اختیار ہے کہ مناسب سمجھے تو قتل کردے اور مصلحت مسلمانوں کی سمجھے تو ان کو غلام اور لونڈی بنالے، اور فدیہ لیکر چھوڑنے میں مصلحت ہو تو فدیہ مال کا یا مسلمان قیدیوں کا لیکر چھوڑ دے یا بغیر کسی معاوضہ کے آزاد کردے۔ قرطبی نے تفصیل نقل کر کے لکھا ہے وھذا القول یروی من اھل المدینۃ والشافعی وابی عبید وحکاہ الطحاوی مذھبا

عن ابی حنیفۃ والمشھور ما قل مناہ ، یعنی علمائے مدینہ کا یہی قول ہے اور یہی قول امام شافعیؒ اور ابو عبیدؒ کا ہے اور امام طحاویؒ نے ابو حنیفہؒ کا بھی یہی قول نقل کیا ہے اگرچہ مشہور مذہب ان کا اسکے خلاف ہے (قرطبی ص۲۲۸ ج ۱۶)

جنگی قیدیوں کے متعلق امام المسلمین کو چار اختیار

مذکور الصدر تقریر سے واضح ہوگیا کہ جنگی قیدیوں کے قتل اور استرقاق یعنی غلام بنا لینے کا جو امام المسلمین کو اختیار ہے اسپر تو تمام اُمت کا اجماع ہے اور فدیہ لے کر یا بلا معاوضہ آزاد کرنے میں اگرچہ کچھ اختلافات ہیں مگر جمہور کے نزدیک یہ دونوں صورتیں بھی جائز ہیں۔

اسلام میں غلامی کی بحث

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جنگی قیدیوں کو آزاد چھوڑ دینے میں تو فقہاؒ کا کچھ اختلاف ہے بھی، قتل کرنے اور غلام بنانے کی اجازت میں کوئی اختلاف نہیں سب کا اجماع ہے کہ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں، پھر قرآن کریم میں ان دو صورتوں کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ اور صرف آزاد چھوڑنے کی دو صورتوں ہی کا بیان کیوں کیا گیا ہے؟ اس سوال کا جواب امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں یہ دیا ہے کہ یہاں صرف اُن دو صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ہر جگہ اور ہر وقت جائز ہوں، غلام بنانیکا ذکر اسلئے نہیں کیا گیا کہ عرب کے جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی اجازت نہیں ہے، اور قتل بھی اپاہجوں وغیرہ کا جائز نہیں اسکے علاوہ قتل کا ذکر اوپر آ بھی چکا ہے (تفسیر کبیر ص۵۰۸ ج ۷)

دوسری بات یہ ہے کہ جہانتک قتل کرنے اور غلام بنانیکا تعلق ہے اسکا جواز بہت معروف و مشہور تھا، سب کو معلوم تھا کہ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں اسکے برخلاف آزاد چھوڑ دینے کو غزوۂ بدر کے موقع پر ممنوع کر دیا گیا تھا، اب اس مقام پر آزاد چھوڑنے کی اجازت دینا ہی مقصود تھا اسلئے اسی کی دو صورتوں یعنی منّ اور فدا کا ذکر کر دیا گیا، اور جو صورتیں پہلے سے جائز تھیں انھیں اس موقع پر بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اسلئے ان آیات میں اُن سے سکوت اختیار کیا گیا، لہٰذا ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنا کسی طرح درست نہیں ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد قتل یا غلام بنانے کی اجازت منسوخ کر دی گئی ہے، ورنہ اگر غلام بنانیکا حکم منسوخ ہوگیا ہوتا تو قرآن و حدیث میں کسی ایک جگہ تو اس کی ممانعت مذکور ہوتی، اور اگر یہ آیت ہی ممانعت کے قائم مقام تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بعد قرآن و حدیث پر جان دینے والے صحابۂ کرامؓ نے بیشمار غزوات میں جنگی قیدیوں کو غلام کیوں بنایا؟ روایاتِ حدیث و تاریخ میں غلام بنانے کا ذکر اس کثرت اور معنوی تواتر کیساتھ آیا ہے کہ اسکا انکار مکابرہ کے سوا کچھ نہیں۔

رہا یہ اشکال کہ اسلام، جو حقوقِ انسانیت کا سب سے بڑا محافظ ہے، اُس نے غلامی کی اجازت کیوں دی؟ سو درحقیقت یہ اشکال اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کی جائز

کی ہوئی غلامی کو دیگر مذاہب و اقوام کی غلامی پر قیاس کر لیا گیا ہے حالانکہ اسلام نے غلاموں کو جو حقوق عطا کئے اور معاشرے میں ان کو جو مقام دیا اسکے بعد وہ صرف نام کی غلامی رہ گئی ورنہ حقیقت میں وہ بھائی چارہ بن گیا ہے، اور اگر اس کی حقیقت اور روح پر نظر کیجائے تو بہت سی صورتوں میں جنگی قیدیوں کیساتھ اس سے بہتر سلوک ممکن نہیں، مشہور مستشرق موسیو گستاؤ لیبان اپنی کتاب تمدن عرب میں لکھتا ہے:-

"غلام کا لفظ جب کسی ایسے یورپین شخص کے سامنے بولا جاتا ہے جو تیس سال کے دوران لکھی ہوئی امریکی روایتوں کو پڑھنے کا عادی ہے تو اس کے دل میں اُن مسکینوں کا تصور آجاتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، ان کے گلوں میں طوق پڑے ہیں اور انھیں کوڑے مار مار کر ہنکایا جا رہا ہے، ان کی غذا انکی سدِ رمق کے لئے بھی کافی نہیں اور انھیں رہنے کے لئے تاریک کوٹھڑیوں کے سوا کچھ میسّر نہیں، مجھے یہاں اس سے بحث نہیں کہ یہ تصور کس حد تک درست ہے اور انگریزوں نے چند سالوں سے امریکہ میں جو کچھ کیا ہے یہ باتیں اس پر صادق آتی ہیں یا نہیں؟ ... لیکن یہ بالکل یقینی بات ہے کہ اہلِ اسلام کے یہاں غلام کا تصور نصاریٰ کے یہاں غلام کے تصور سے بالکلیہ مختلف ہے۔"

(منقول از دائرۃ معارف القرآن لفرید وجدی، ص ۲۷۹ ج ۴ مادّہ "استرقاق")

حقیقت یہ ہے کہ بہت سی صورتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں قیدیوں کو غلام بنانے سے بہتر کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا، کیونکہ اگر غلام نہ بنایا جائے تو تین ہی صورتیں عقلاً ممکن ہیں، یا قتل کر دیا جائے، یا آزاد چھوڑ دیا جائے یا دائمی قیدی بنا کر رکھا جائے، اور بسا اوقات تینوں صورتیں مصلحت کے خلاف ہوتی ہیں، قتل کرنا اس لئے مناسب نہیں ہوتا کہ قیدی اچھی صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے۔ آزاد چھوڑ دینے میں بعض مرتبہ یہ خطرہ ہوتا ہے کہ دار الحرب میں پہنچکر وہ مسلمانوں کے لئے دوبارہ عظیم خطرہ بن جائے، اب دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں، یا تو اسے دائمی قیدی بنا کر آجکل کی طرح کسی الگ تھلگ جزیرے میں ڈالدیا جائے یا پھر غلام بنا کر اس کی صلاحیتوں سے کام لیا جائے اور اس کے حقوقِ انسانی کی پوری نگہداشت کی جائے، ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان میں سے بہتر صورت کونسی ہے؟ بالخصوص جبکہ غلاموں کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر وہ ہے جو ایک معروف حدیث میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بالفاظ ذیل بتایا فرمایا ہے:

اخوانکم جعلھم اللّٰہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدیہ فلیطعمہ ممّا یاکل ولیلبسہ ممّا یلبس ولا یکلّفہ	تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جنھیں اللہ نے تمہارے زیر دست کر دیا ہے، پس جسکا بھائی اسکے زیر دست ہو اسے چاہیے کہ اسکو بھی اسی میں سے کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسی

ما یغلبہ فان کلفتہ ما یغلبہ فلیعنہ
(بخاری، مسلم، ابوداؤد وغیرہ)

میں سے پہنائے جسے وہ خود پہنتا ہے اور اسکو ایسے کام کی زحمت نہ دے جو اس کے لئے ناقابلِ برداشت ہو، اور اگر اسے ایسے کام کی تکلیف دے تو خود بھی اس کی مدد کرے۔

معاشرتی اور تمدنی حقوق کے اعتبار سے اسلام نے غلاموں کو جو مرتبہ عطا کیا وہ آزاد افراد کے قریب قریب مساوی ہے، چنانچہ دوسری اقوام کے برخلاف اسلام نے غلاموں کو نکاح کی نہ صرف اجازت دی بلکہ آقاؤں کو اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ والی آیت کے ذریعہ اسکی تاکید کی گئی ہے یہاں تک کہ وہ آزاد عورتوں سے بھی نکاح کرسکتا ہے، مالِ غنیمت میں اسکا حصہ آزاد مجاہدین کے برابر ہے اور دشمن کو امان دینے میں اسکا قول اسی طرح معتبر ہے جس طرح آزاد افراد کا، قرآن و حدیث میں ان کیساتھ حُسنِ سلوک کے اتنے احکام آئے ہیں کہ ان کو جمع کرنیسے ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے، یہاں تک کہ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے جو الفاظ آخری وقت تک زبانِ مبارک پر جاری تھے اور جس کے بعد آپؐ خالقِ حقیقی سے جاملے، وہ یہ الفاظ تھے: الصّلوٰۃ الصّلوٰۃ، اتقوا اللّٰہ فیما ملکت ایمانکم ترجمہ، نماز کا خیال رکھو، نماز کا خیال رکھو، اپنے زیرِ دست غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو (ابوداؤد۔ باب فی حق المملوک)

غلاموں کے لئے تعلیم و تربیت کے جو مواقع اسلام نے فراہم کئے ہیں ان کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں اسلامی سلطنت کے تقریباً تمام صوبوں میں علم و فضل کے مرجعِ اعلیٰ سب کے سب غلاموں میں سے تھے جسکا واقعہ متعدد کتبِ تاریخ میں مذکور ہے، پھر اس نام کی غلامی کو بھی رفتہ رفتہ ختم یا کم کرنے کے لئے غلاموں کو آزاد کرنیکے اتنے فضائل قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں کہ شاید ہی کوئی نیکی اس کی ہمسری کرسکے۔ مختلف فقہی احکام میں غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے بہانے ڈھونڈ ے گئے ہیں۔ کفارۂ صوم، کفارۂ قتل، کفارۂ ظہار، کفارۂ یمین ان تمام صورتوں میں سب سے پہلا حکم یہ مذکور ہے کہ کوئی غلام آزاد کیا جائے، یہاں تک کہ حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی نے غلام کو ناحق تھپڑ مار دیا تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کردیا جائے۔ (صحیح مسلم۔ باب صحبۃ الممالیک) چنانچہ صحابۂ کرام رضؓ جس کثرت کیساتھ غلام آزاد کیا کرتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ صاحب النجم الوہاج نے بعض صحابہؓ کے آزاد کردہ غلاموں کی یہ تعداد نقل کی ہے

حضرت عائشہؓ	۶۹	حضرت عباسؓ	۷۰
حضرت حکیم بن حزامؓ	۱۰۰	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۱۰۰۰
حضرت عثمان غنیؓ	۲۰	حضرت ذوالکلاع حمیریؓ	۸۰۰۰ (صرف ایک دن میں)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ۳۰۰۰۰ (فتح العلام شرح بلوغ المرام از نواب صدیق حسن خاں صفحہ ۲۳۲ ج ۲ کتاب العتق)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سات صحابہؓ نے انتالیس ہزار دو سو انسٹھ غلام آزاد کئے، اور ظاہر ہے

کہ دوسرے ہزاروں صحابہؓ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد اس سے کہیں زائد ہوگی۔ غرض اسلام نے غلامی کے نظام میں جو ہمہ گیر اصلاحات کیں جو شخص بھی انھیں بنظرِ انصاف دیکھے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسے دوسری اقوام کے احکامِ غلامی پر قیاس کرنا بالکل غلط ہے، اور ان اصلاحات کے بعد جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی اجازت ان پر ایک عظیم احسان بن گئی ہے۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا حکم صرف اباحت اور جواز کی حد تک ہے یعنی اگر اسلامی حکومت مصالح کے مطابق سمجھے تو انھیں غلام بنا سکتی ہے ایسا کرنا مستحب یا واجب فعل نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث کے مجموعی ارشادات سے آزاد کرنیکا افضل ہونا سمجھ میں آتا ہے اور یہ اجازت بھی اسوقت تک کے لئے ہے جب تک اس کے خلاف دشمن سے کوئی معاہدہ نہ ہو اور اگر دشمن سے یہ معاہدہ ہوجائے کہ نہ وہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائینگے نہ ہم اُن کے قیدیوں کو، تو پھر اس معاہدہ کی پابندی لازم ہوگی۔ ہمارے زمانے میں دُنیا کے بہت سے ملکوں نے ایسا معاہدہ کیا ہوا ہے، لہٰذا جو اسلامی ممالک اس معاہدے میں شریک ہیں ان کے لئے غلام بنانا اسوقت تک جائز نہیں جب تک یہ معاہدہ قائم ہے۔

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ
یہ سُن چکے اور اگر چاہے اللہ تو بدلہ لے اُن سے پر جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ (۴) سَيَهْدِيْهِمْ
اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ ضائع کریگا وہ ان کے کئے کام ان کو راہ دیگا

وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ (۵) وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ (۶) يٰٓاَيُّهَا
اور سنوارے گا ان کا حال اور داخل کریگا اُن کو بہشت میں جو معلوم کرادی ہے ان کو اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (۷)
ایمان والو اگر تم مدد کروگے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جمادے گا تمہارے پاؤں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ (۸) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
اور جو لوگ کہ منکر ہوئے وہ گرے منہ کے بل اور کھو دیئے ان کے کئے کام یہ اس لئے کہ انکو پسند

كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (۹) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي
نہ ہوا جو اُتارا اللہ نے پھر اکارت کردیئے ان کے کئے کام کیا وہ پھرے نہیں

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ
ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام اُن کا جو اُن سے پہلے تھے ہلاک

اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ ۫ وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡثَالُہَا ﴿۱۰﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوۡلَی

ڈالی اللہ نے اُن پر اور منکروں کو ملتی رہتی ہیں ایسی چیزیں یہ اس لئے کہ اللہ رفیق ہے اُن کا

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَہُمۡ ﴿۱۱﴾

جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں اُن کا رفیق نہیں کوئی

خُلاصۂ تفسیر

یہ حکم (جہاد کا جو مذکور ہوا) بجالانا اور (جو بعض صورتوں میں کفار سے انتقام لینے کیلئے طریقہ جہاد کا مقرر کیا، یہ خاص حکمت کیوجہ سے ہے ورنہ) اگر اللہ چاہتا تو اُن سے (خود ہی آسمانی اور زمینی عذابوں کے ذریعہ) انتقام لے لیتا (جیسے پچھلی اُمتوں سے اسی طرح انتقام لیا، کسی پر پتھر برسے کسی پر ہوا کا طوفان آیا، کسی کو غرق کیا گیا، اگر ایسا ہوتا تو تم کو جہاد نہ کرنا پڑتا) لیکن (تمکو جہاد کرنیکا حکم اسلئے دیا) تاکہ تمھارا ایک دوسرے کے ذریعہ امتحان کرے (مسلمانوں کا امتحان یہ کہ کون حکم الٰہی پر اپنی جان کو ترجیح دیتا ہے، اور کفار کا امتحان یہ کہ قتال و جہاد کی تکلیف سے متنبہ ہو کر کون حق کو قبول کرتا ہے) اور (جہاد میں جیسے کفار کا قاتل ہونا کامیابی ہے اسی طرح مقتول ہونا بھی ناکامی نہیں کیونکہ) جو لوگ اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کو (جن میں یہ عمل جہاد بھی داخل ہے) ہرگز ضائع نہ کریگا (جیسا کہ ظاہر میں سمجھا جاسکتا ہے کہ جب وہ کافروں پر غالب نہ آسکا یہ خود مقتول ہوگیا تو گویا اسکا عمل بیکار گیا مگر واقعہ یوں نہیں کیونکہ اسکے اس عمل پر دوسرا نتیجہ جو ظاہری کامیابی سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اس کو حاصل ہوگیا وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ اُن کو (منزل) مقصود تک (جسکا بیان آگے آتا ہے) پہنچا دیگا اور اُن کی حالت (قبر اور حشر اور پُل صراط اور تمام مواقع آخرت میں) درست رکھے گا (کہیں کوئی خرابی اور مضرت اُن کو نہ پہنچے گی) اور (اس منزل مقصود تک پہنچنے کا بیان یہ ہے کہ) اُن کو جنت میں داخل کریگا جس کی اُن کو پہچان کرا دیگا (کہ ہر جنتی اپنے اپنے مقررہ مکان پر بغیر کسی تلاش تفتیش کے بے تکلف جا پہنچے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جہاد میں ظاہری ناکامی یعنی خود مقتول ہوجانا بھی بڑی کامیابی ہے۔ آگے جہاد کے دُنیوی فوائد و فضائل کا ذکر کرکے اسکی ترغیب ہے کہ) اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمھاری مدد کریگا (جسکا نتیجہ دنیا میں بھی دشمنوں پر غالب آنا ہے خواہ ابتداءً ہی یا کچھ عرصہ کے بعد انجام کار میں۔ اور بعض مومنین کا مقتول ہوجانا یا کسی معرکہ میں وقتی طور پر مغلوب ہوجانا اسکے منافی نہیں) اور (اسی طرح دشمنوں کے مقابلہ میں) تمھارے قدم

جما دیگا (اسی طرح کا مطلب یہ ہے خواہ ابتدا ہی سے یا وقتی پسپائی کے بعد انتہا میں ثابت قدم رکھ کر کفار پر غالب کریگا جیسا کہ بار بار اسکا مشاہدہ دُنیا میں ہوچکا ہے یہ تو مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا) اور جو لوگ کافر ہیں انکے لئے (دُنیا میں جبکہ مومنین سے مقابلہ کریں) تباہی (اور مغلوبیت) ہے اور (آخرت میں) انکے اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کردیگا (جیسا کہ شروع سورت میں بیان ہوا۔ غرض کفار دونوں جہان میں خسارے میں رہے اور) یہ (کفار کا خسارہ اور اعمال کی بربادی) اس سبب سے ہوئی کہ انھوں نے اللہ کے اُتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا (عقیدۃً بھی اور عملاً بھی) سو اللہ نے انکے اعمال کو (اوّل ہی سے) اکارت کردیا (کیونکہ کفر کا جو اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے یہی اثر ہے اور یہ لوگ جو عذاب الٰہی سے نہیں ڈرتے) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور اُنھوں نے دیکھا نہیں کہ جو لوگ اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُن پر کیسی تباہی ڈالی (جو انکے اُجڑے ہوئے محلات و مکانات سے ظاہر ہے تو اُن کو بھی اس سے بے فکر نہ ہونا چاہیئے کہ اپنے کفر سے باز نہ آئے تو) ان کافروں کے لئے بھی اسی قسم کے معاملات ہونے کو ہیں (آگے فریقین کے حال کا اجمالی ذکر ہے کہ) یہ (مسلمانوں کی کامیابی اور کافروں کی تباہی) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی (ایسا) کارساز نہیں (کہ خدا کے مقابلہ میں انکے کام بنا سکے اسلئے وہ دونوں جہان میں ناکام رہتے ہیں اور مسلمانوں کو اگر کبھی دُنیا میں وقتی ناکامی بھی ہوجائے تو انجام کار کامیابی ہوگی، اور آخرت کی فلاح تو ظاہر ہی ہے اسلئے مسلمان ہمیشہ کامیاب اور کافر ناکام رہتا ہے)

معارف و مسائل

مشروعیت جہاد کی ایک حکمت وَ لَوۡ یَشَآءُ اللّٰہُ لَانۡتَصَرَ مِنۡہُمۡ، اس آیت میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس اُمت میں کفار سے جہاد و قتال کی مشروعیت درحقیقت ایک رحمت ہے کیونکہ وہ آسمانی عذابوں کے قائم مقام ہے کیونکہ کفر و شرک اور اللہ سے بغاوت کی سزا پچھلی قوموں کو آسمانی اور زمینی عذابوں کے ذریعہ دی گئی ہے اُمتِ محمدیہ میں ایسا ہو سکتا تھا مگر رحمۃٌ للعالمین کی برکت سے اس اُمت کو ایسے عام عذابوں سے بچالیا گیا، اسکے قائم مقام جہاد شرعی کو کردیا گیا جس میں بنسبت عذاب عام کے بڑی سہولتیں اور مصلحتیں ہیں۔ اوّل تو یہ کہ عذاب عام میں پوری قومیں مرد، عورت، بچے سبھی تباہ ہوتے ہیں اور جہاد میں عورتیں بچے تو مامون ہیں ہی، مرد بھی صرف وہی اسکی زد میں آتے ہیں جو اللہ کے دین کی حفاظت کرنیوالوں کے مقابلہ پر قتال کے لئے آکھڑے ہوں، پھر اُس میں بھی سب مقتول نہیں ہوتے، اُن میں بہت سے لوگوں کو اسلام و ایمان کی توفیق نصیب ہوجاتی ہے نیز جہاد کی مشروعیت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اسکے ذریعہ جہاد و قتال کے دونوں فریق، مسلمان

اور کافر کا امتحان ہو جاتا ہے کہ کون اللہ کے حکم پر اپنی جان و مال نثار کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور کون سرکشی اور کفر پر جما رہتا ہے یا اسلام کے روشن دلائل کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیتا ہے۔

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ، شروع سورت میں ذکر تھا کہ جو لوگ کفر و شرک پر جمع ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسلام سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کے نیک اعمال کو بھی اکارت اور ضائع کر دیا یعنی صدقہ خیرات اور رفاہِ عام کے نیک کام جو وہ کرتے ہیں کفر و شرک کی وجہ سے اللہ کے نزدیک آخرت میں ان کا کوئی ثواب نہیں، اسکے بالمقابل اس آیت میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں اُنکے اعمال ضائع نہیں ہوتے یعنی اگر انھوں نے کچھ گناہ بھی کئے ہوں تو اُن کے گناہوں کیوجہ سے اُن کے نیک اعمال پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ بسا اوقات اُن کے نیک اعمال اُن کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ، اس میں شہید فی سبیل اللہ کے لئے دو نعمتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ اللہ ان کو ہدایت کر دیگا۔ دوسرے اُن کے سب حالات درست کر دیگا۔ حالات سے مُراد دُنیا و آخرت دونوں جہان کے حالات ہیں۔ دنیا میں تو یہ کہ جو شخص جہاد میں شریک ہوا اگرچہ وہ شہید نہ ہوا سلامت رہا وہ بھی شہید کے ثواب کا مستحق ہو گیا، اور آخرت میں یہ کہ وہ قبر کے عذاب سے محشر کی پریشانی سے نجات پائے گا اور اگر کچھ لوگوں کے حقوق اسکے ذمہ رہ گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ اصحابِ حقوق کو اُس سے راضی کر کے اسکی خلاصی کرا دیں گے (کما ورد فی حدیث ابی نعیم والبزار والبیہقی مظہری) اور موت کے بعد ہدایت کر دینے سے مراد ان کی منزلِ مقصود یعنی جنت پر پہنچا دینا ہے جیسا کہ قرآن میں اہلِ جنت کے متعلق آیا ہے کہ جنت میں پہنچکر کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا۔

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ، یہ ایک تیسرا انعام ہے کہ اُن کو صرف یہی نہیں کہ جنت میں پہنچا دیا جائیگا بلکہ اُنکے دِلوں میں خود بخود جنت کے اپنے اپنے مقام اور اسمیں ملنے والی نعمتوں حور و قصور سے ایسی واقفیت پیدا کر دی جائے گی جیسے وہ ہمیشہ سے انہی میں رہتے اور ان سے مانوس تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو جنت ایک نیا عالَم تھا اسمیں اپنا مقام تلاش کرنے میں وہاں کی چیزوں سے مناسبت اور تعلق قائم ہونے میں وقت لگتا، اور ایک مدت تک اجنبیت کے احساس سے قلب مطمئن نہ ہوتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے دینِ حق دے کر بھیجا ہے کہ تم دُنیا میں جس طرح اپنی بیبیوں اور گھروں سے واقف اور مانوس ہو اس سے بھی زیادہ اپنے جنت کے مقام اور وہاں کی بیبیوں سے واقف اور مانوس ہو جاؤ گے (رواہ ابن جریر والطبرانی وابو یعلی والبیہقی مظہری) اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک فرشتہ ہر ایک جنتی کے لئے مقرر کر دیا جائیگا جو اسکا اپنے مقام جنت اور وہاں کی بیبیوں سے تعارف کرائیگا واللہ اعلم

وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا، یہاں الکافرین کا الف لام عہد کے لئے ہے اور مراد کفارِ مکہ ہیں مراد ان کو ڈرانا ہے کہ جس طرح پچھلی اُمتوں پر عذاب آئے ہیں تم پر بھی آ سکتے ہیں بے فکر نہ رہنا چاہیئے۔

وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ، لفظ مولیٰ بہت سے معانی کے لئے مستعمل ہوتا ہے ایک معنی کارساز کے ہیں جو اس جگہ مراد ہیں اور ایک معنی مالک کے ہیں۔ قرآن میں دوسری جگہ کفار کے بارے میں آیا ہے ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ، اسمیں اللہ تعالیٰ کو کفار کے لئے بھی مولیٰ قرار دیا ہے کیونکہ مولیٰ کے معنی مالک کے ہیں اور مالکیت اللہ تعالیٰ کی عام ہے مومن کافر کوئی اُس سے خارج نہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مقرر اللہ داخل کریگا اُن کو جو یقین لائے اور کئے بھلے کام باغوں میں جن کے
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا
نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو لوگ منکر ہیں برت رہے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے
تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ﴿١٢﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ
کہ کھائیں چوپائے اور آگ ہے گھر اُن کا اور کتنی تھیں بستیاں جو
أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا
زیادہ تھیں زور میں اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے ان کو غارت کر دیا پھر
نَاصِرَ لَهُمْ ﴿١٣﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ كَمَنْ زُيِّنَ لَهُ
کوئی نہیں اُن کا مددگار، بھلا ایک جو چلتا ہے واضح رستہ پر اپنے رب کے برابر ہے اسکے جسکو بھلا دکھلایا
سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ
اُسکا بُرا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر احوال اس بہشت کا جس کا وعدہ ہوا ڈر
الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ
ڈرنے والوں سے اسمیں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی جسکا مزہ
يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ۚ وَأَنْهَارٌ مِنْ
نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جسمیں مزہ ہے پینے والوں کے واسطے اور نہریں ہیں
عَسَلٍ مُصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ ۖ
شہد کی جھاگ اُتارا ہوا اور اُن کے لئے وہاں سب طرح کے میوے ہیں اور معافی ہے اُن کے رب سے
كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿١٥﴾
برابر ہے اسکے جو سدا رہے آگ میں اور پلایا جائے ان کو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے ان کی آنتیں

خُلاصۂ تفسیر

بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کئے (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی اور جو لوگ کافر ہیں وہ (دُنیا میں) عیش کر رہے ہیں اور اس طرح (آخرت سے بے فکر ہو کر) کھاتے (پیتے) ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں (کہ وہ نہیں سوچتے کہ ہم کو کیوں کھلایا پلایا جاتا ہے اور ہمارے ذمہ اسکا کیا حق واجب ہے) اور جہنم اُن لوگوں کا ٹھکانا ہے (اور اوپر جو کفار کے دُنیا میں عیش کرنیکا ذکر ہوا اُس سے آپ کے مخالفین کو دھوکہ نہ کھانا چاہیئے اور نہ آپ کو اُن کی اس غفلت پر کچھ حزن وملال ہونا چاہیئے، جو اُن کی مخالفت کا سبب بنی ہوئی ہے یہاں تک کہ اُنھوں نے آپ کو تنگ کرکے مکہ میں بھی نہیں رہنے دیا کیونکہ) بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت (جسم اور قوت مال وجاہ) میں آپ کی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپکو گھر سے بے گھر کر دیا کہ ہم نے ان کو (عذاب سے) ہلاک کر دیا سو اُن کا کوئی مددگار نہ ہوا (تو یہ بیچارے کیا چیز ہیں ان کو مغرور نہ ہونا چاہیئے، کیونکہ جب اللہ تعالےٰ چاہیں ان کی صفائی کر سکتے ہیں اور آپ ان کے چند روزہ عیش سے مغموم نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے مقرر وقت پر اُن کو بھی سزا دینے والے ہیں) تو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح (ثابت بالدلیل) راستہ پر ہوں کیا وہ اُن شخصوں کیطرح ہو سکتے ہیں جن کی بدعملی ان کو بھلی معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں (یعنی جب ان دونوں فریق کے اعمال میں تفاوت ہے تو انکے مآل اور انجام میں بھی تفاوت ضروری ہے، اہلِ حق ثواب کے اور اہلِ باطل عقاب وعذاب کے مستحق ہیں جسکا بیان یہ ہے) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اسمیں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا تغیر نہیں ہوگا (نہ بُو میں نہ رنگ میں نہ مزے میں) اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا، اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل (میل کچیل سے پاک) صاف ہوگا اور انکے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور (اسمیں داخل ہونے سے پہلے) انکے رب کی طرف سے (گناہوں کی) بخشش ہوگی کیا ایسے لوگ اُن جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، اور کھولتا ہوا پانی اُن کو پینے کو دیا جاویگا تو وہ اُن کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔

معارف و مسائل

چونکہ دُنیا کا پانی کبھی رنگ میں، کبھی بُو میں کبھی ذائقہ میں متغیر ہوجاتا ہے اسی طرح دُنیا کا

دودھ بگڑ جاتا ہے اسی طرح دُنیا کی شراب بدمزہ و تلخ ہوتی ہے صرف بعض منافع کی خاطر پی جاتی ہے جیسے تمباکو کڑوا ہونیکے باوجود کھایا جاتا ہے پھر عادت پڑ جاتی ہے۔ جنت کے پانی اور دودھ اور شراب کے بارہ میں بتلا دیا گیا کہ وہ سب ان تغیرات اور بدمزگی کی آفات سے خالی ہیں اور جنت کا دوسری مضرتوں اور مفاسد سے خالی ہونا سورۂ صافات کی آیت میں آیا ہے لَا فِيهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ۔ اسی طرح دُنیا کے شہد میں موم اور میل کچیل ملا ہوتا ہے جنت کی نہر میں شہد کا پاک صاف ہونا بتلایا گیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ انہار جنت کی چاروں قسمیں، پانی، دودھ، شراب، شہد اپنے حقیقی معنی میں ہیں بلا وجہ مجازی معنے لینے کی ضرورت نہیں، البتہ یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ جنت کی چیزوں کو دُنیا کی چیزوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا وہاں کی ہر چیز کی لذت وکیف کچھ اور ہی ہوگا جس کی دُنیا میں کوئی نظیر نہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۚ حَتّٰىٓ إِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا
اور بعضے ان میں ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے کہتے ہیں ان کو

لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ
جن کو علم ملا ہے کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی، یہ وہی ہیں جن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ
اللہ نے اور چلے ہیں اپنی خواہشوں پر اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں ان کو اور بڑھ گئی

هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿١٧﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ
اس سے سوجھ اور ان کو اس سے ملا بچکر چلنا اب یہی انتظار کرتے ہیں قیامت کا کہ آکھڑی ہو اُن پر

بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿١٨﴾
اچانک سو آچکی ہیں اس کی نشانیاں پھر کہاں نصیب ہوگا ان کو جب وہ آپہنچے اُن پر سمجھ پکڑنا

خُلاصۂ تفسیر

اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بعض آدمی ایسے ہیں (مراد منافقین ہیں) کہ وہ (آپکی تبلیغ وتعلیم کے وقت ظاہر میں تو) آپ کیطرف کان لگاتے ہیں (لیکن دل سے بالکل متوجہ نہیں ہوتے) یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپکے پاس سے (اُٹھ کر مجلس سے) باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہلِ علم (صحابہ) سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی (جب ہم مجلس میں تھے) کیا بات فرمائی تھی (اُن کا یہ کہنا بھی ایک قسم کا استہزا ہی تھا کہ اس سے یہ جتلانا تھا کہ ہم آپ کی گفتگو کو قابلِ التفات نہیں سمجھتے، یہ بھی ایک شعبہ نفاق ہی کا تھا) یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی ہے (ہدایت سے دُور ہوگئے)

اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور (انہی کی قوم میں سے) جو لوگ راہ پر ہیں (یعنی مسلمان ہو چکے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کو (احکام سننے کے وقت) اور زیادہ ہدایت دیتا ہے (کہ وہ ان احکام جدیدہ پر بھی ایمان لاتے ہیں یعنی ان کی ایمانیات کی تعداد بڑھ گئی یا یہ کہ ان کے ایمان کو اور زیادہ قوی اور پختہ کر دیتے ہیں جو عمل صالح کا خاصّہ ہے کہ اس سے ایمان میں مزید پختگی پیدا ہوتی ہے) اور ان کو ان کے تقویٰ کی توفیق دیدیتا ہے (آگے ان منافقین کے لئے وعید ہے کہ یہ جو قرآن اور احکام الٰہیہ سُن کر بھی متاثر نہیں ہوتے) سو (معلوم ہوتا ہے کہ) یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اُن پر دفعۃً آپڑے (یہ بطور زجر و توبیخ کے فرمایا کہ اب بھی متاثر نہیں ہوتے تو کیا قیامت میں تذکّر اور ہدایت حاصل کریں گے) سو (یاد رکھو کہ قیامت بھی نزدیک ہے چنانچہ) اسکی (متعدد) علامتیں تو آچکی ہیں (چنانچہ از روئے حدیث خود خاتم النّبیین کی بعثت و نبوت بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے اور شقِ قمر نبی کریم صلے اللہ علیہ سلم کا معجزہ ہونے کے علاوہ قیامت کی علامات میں سے بھی ہے۔ یہ سب علامات زمانۂ نزولِ قرآن میں موجود ہو چکی تھیں، آگے اسکا بیان ہے کہ ایمان لانے اور ہدایت پانے میں قیامت کا انتظار کرنا محض جہالت ہے کیونکہ وہ وقت سمجھنے اور عمل کرنے کا نہیں ہوگا۔ فرمایا) تو جب قیامت اُن کے سامنے آ کھڑی ہوئی اُس وقت اُن کو سمجھنا کہاں میسر ہوگا (یعنی مفید نہیں ہوگا)

معارف و مسَائل

اشراط، کے معنے علامات کے ہیں اور علاماتِ قیامت کی ابتدا خود خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ سلم کی بعثت سے ہو جاتی ہے کیونکہ ختم نبوت بھی قربِ قیامت کی علامت ہے۔ اسی طرح شقِ قمر کے معجزہ کو بھی قرآن میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ کیساتھ فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ یہ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ یہ تو علامات ابتدائیہ ہیں جو خود نزولِ قرآن کے وقت میں ظاہر ہو چکی تھیں دوسری علامات قریبہ احادیث صحیحہ میں ثابت ہیں ان میں سے ایک حدیث حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم سے سُنا ہے کہ علاماتِ قیامت یہ ہیں۔

علم اُٹھ جائیگا، جہل بڑھ جائیگا، زنا کی کثرت ہوگی، شراب خوری کی کثرت ہوگی، مرد کم رہ جائیں گے، عورتیں بڑھ جائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا متکفل ایک مرد ہوگا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ علم گھٹ جائے گا اور جہل پھیل جائے گا (بخاری و مسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ جب مالِ غنیمت کو شخصی دولت سمجھ لیا جائے اور امانت کو مالِ غنیمت قرار دے لیا جائے (کہ حلال

سمجھ کر کھا جائیں) اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے (یعنی اسکی ادائیگی میں دل میں تنگی محسوس ہو) اور علم دین اغراضِ دُنیوی کے لئے حاصل کیا جانے لگے، اور مرد اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے، اور دوست کو اپنے قریب کرے اور باپ کو دُور کر دے، اور مساجد میں شور و شغب ہونے لگے۔ اور قوم کا سردار اُن سب میں کا فاسق بدکردار آدمی ہو جائے، اور قوم کا نمائندہ ان سب میں کا رذیل ہو جائے، اور شریر آدمی کا اکرام صرف اس لئے کرنا پڑے کہ اسکا اکرام نہ کریں گے تو ستائیگا اور گانے والی عورتوں کا گانا عام ہو جائے، اور مزامیر باجے گاجے پھیل جائیں اور شرابیں پی جانے لگیں، اور اس اُمت کے آخری لوگ اپنے اسلاف پر لعنت کرنے لگیں تو اسوقت تم لوگ انتظار کرو ایک سرخ آندھی کا اور زلزلہ کا اور لوگوں کے زمین میں دھنس جانے کا اور صورتیں مسخ ہو جانے کا اور آسمان سے پتھر برسنے کا اور دوسری علامات قیامت کا جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے موتیوں کی لڑی کو کاٹ دیا جائے اور موتی ایک ایک کر کے نیچے آگرتے ہیں۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں

ع ٨ ٦ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ⑲

اور عورتوں کے لئے اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور گھر تمہارا

خُلاصۂ تفسیر

(جب آپ خدا تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار بندوں اور سرکشوں دونوں کا حال وماٰل سُن چکے) تو آپ اسکا (اکمل طریقہ پر) یقین رکھئے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں (اسمیں دین کے تمام اُصول و فروع آگئے، کیونکہ علم سے مراد علم کامل اکمل ہے اور علم کامل کے لئے لازم ہے کہ تمام احکام الٰہیہ پر پُورا عمل ہو۔ حاصل یہ ہے کہ تمام احکام الٰہیہ پر مداومت رکھو) اور (اگر کبھی کوئی خطا سرزد ہو جائے جو آپ کی عصمتِ نبوت کی بنا پر درحقیقت گناہ نہیں بلکہ صرف ترک افضل ہی ہوگا مگر آپ کی شانِ ارفع کے اعتبار سے صورۃً خطا ہے اس لئے) آپ اپنی (اس ظاہری) خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی (بخشش کی دُعا مانگتے رہیے) اور (یہ بھی یاد رہے کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی (یعنی سب اعمال و احوال کی) خبر رکھتا ہے۔

معارف و مسائل

اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ سمجھ لیجئے کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابلِ عبادت نہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ علم تو ہر مؤمن مسلمان کو بھی حاصل ہے سید الانبیاء کو کیوں حاصل نہ ہوتا پھر اس علم کے حاصل کرنے کا حکم دینا یا تو اس پر ثابت قدم رہنے کے معنی میں ہے اور یا اسکے مقتضیات پر عمل کرنا مراد ہے جیسا کہ قرطبی نے نقل کیا ہے کہ سفیان بن عیینہ رہ سے کسی نے علم کی فضیلت کا سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کیا تم نے قرآن کا ارشاد نہیں سنا، فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ، کہ اسمیں علم کے بعد عمل کا حکم دیا ہے اسی طرح دوسری جگہ فرمایا اِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ اور پھر فرمایا سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ اسی طرح انفال میں فرمایا وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ اور تغابن میں فرمایا فَاحْذَرُوهُمْ، ان سب مقامات میں اول علم پھر اس کے مقتضا پر عمل کی تلقین فرمائی گئی ہے یہاں آیتِ مذکورہ میں بھی اگرچہ یہ علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے حاصل تھا مگر مقصود اس سے اس کے مقتضیٰ پر عمل ہے اسی لئے اسکے بعد وَاسْتَغْفِرْ کا حکم دیا گیا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بوجہ عصمتِ نبوت کے اسکے خلاف کرنیکا اگرچہ احتمال نہیں تھا مگر انبیاء علیہم السلام سے معصوم ہونے کے باوجود بعض اوقات اجتہاد میں خطا ہو جاتی ہے اور اجتہادی خطا قانونِ شرع میں گناہ نہیں بلکہ اُس پر بھی اجر ملتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام کو اس خطا پر متنبہ ضرور کر دیا جاتا ہے اور ان کی شانِ عالی کے اعتبار سے اس کو لفظ ذنب سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے جیسا کہ سورۂ عبس میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک قسم کا عتاب نازل ہوا وہ بھی اسی خطاءِ اجتہادی کی ایک مثال تھی جس کی تفصیل سورۂ عبس میں آئے گی کہ وہ اجتہادی خطا اگرچہ کوئی گناہ نہ تھا بلکہ ایک اجر اسپر بھی ملنے کا وعدہ تھا مگر آپ کی شانِ عالی کے لئے اس کو پسند نہیں کیا گیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ آیتِ مذکورہ میں اسی طرح کا ذنب مراد ہو سکتا ہے۔

فائدہ حضرت صدیق اکبرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت کیا کرو کیونکہ ابلیس کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں میں مبتلا کر کے ہلاک کیا تو اُنھوں نے مجھے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کہہ کر ہلاک کر دیا، جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ایسے خیالات باطلہ کے پیچھے لگا دیا جن کو وہ نیکی سمجھ کر کرتے ہیں جیسے عام بدعات کا یہی حال ہے۔ اس سے اُن کو توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔

مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ، متقلب کے لفظی معنی لوٹ پوٹ ہونے یا اُلٹ پلٹ ہونے

کے اور مثوی کے معنی جائے قرار کے ہیں، اس کی مراد میں مختلف احتمالات ہو سکتے ہیں اسی لئے حضرات مفسرین نے مختلف معنی بیان کئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ سب ہی مراد ہیں کیونکہ ہر انسان پر دو قسم کے حالات آتے ہیں، ایک وہ جن میں عارضی اور وقتی طور پر اشتغال ہوتا ہے دوسرے وہ جن کو وہ مستقل اپنا مشغلہ سمجھتا ہے، اسی طرح بعض مکانات میں انسان کا قیام عارضی ہوتا ہے بعض میں مستقل، تو آیت میں عارضی کو متقلب کے لفظ سے اور مستقل کو مثوی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اس طرح تمام احوال کا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہونا اس آیت کا مفہوم ہے

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ
اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں نہ اُتری ایک سورت پھر جب اُتری ایک سورت

مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
جانچی ہوئی اور ذکر ہوا اسمیں لڑائی کا تو تُو دیکھتا ہے اُن کو جن کے دل میں روگ ہے

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾
تکتے ہیں تیری طرف جیسے تکتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہوا مرنے کے وقت سو خرابی ہے اُن کی

طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ
حکم ماننا ہے اور بھلی بات کہنا پھر جب تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي
تو اُن کا بھلا ہے پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت ملجائے تو خرابی ڈالو

الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ
ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا انکو بہرا

وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ
اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں کیا دھیان نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں

أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
انکے قفل بیشک جو لوگ اُلٹے پھر گئے اپنی پیٹھ پر بعد اسکے کہ ظاہر ہو چکی

لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
اُن پر سیدھی راہ شیطان نے بات بنائی انکے دل میں اور دیر کے وعدے کئے یہ اسواسطے کہ انھوں

قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ
نے کہا اُن لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے ہم تمھاری بات بھی مانیں گے بعضے کاموں میں اور اللہ

يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ

جانتا ہے اُن کا مشورہ کرنا پھر کیسا ہوگا حال جبکہ فرشتے جان نکالیں گے اُن کی مارتے جاتے ہوں

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ

انکے منہ پر اور پیٹھ پر یہ اس لئے کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار ہے

ع ۹

وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي

اور ناپسند کی اسکی خوشی پھر اُسنے اکارت کردیئے انکے کئے کام کیا خیال رکھتے ہیں وہ لوگ جن کے

قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ

دلوں میں روگ ہے کہ اللہ ظاہر نہ کردیگا اُن کے کینے اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلادیں

فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾

وہ لوگ، سو تو پہچان تو چکا ہے انکو انکے چہرے سے اور آگے پہچان لیگا باتکے ڈھب سے اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے کام

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾

اور البتہ ہم تم کو جانچیں گے تا معلوم کریں جو تم میں لڑائی کرنیوالے ہیں اور قائم رہنے والے اور تحقیق کریں تمہاری خبریں

خلاصۂ تفسیر

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (تو ہمیشہ اس بات کے مشتاق رہتے ہیں کہ کلام الٰہی اور نازل ہو تاکہ ایمان تازہ ہو اور احکام جدید آویں تو اُن کا ثواب بھی حاصل کریں اور اگر احکام سابقہ کی تاکید ہو تو اور زیادہ ثبات حاصل ہو اور اس اشتیاق میں) کہتے رہتے ہیں کہ کوئی (نئی) سورت کیوں نہ نازل ہوئی (اگر نازل ہو تو تمنا پوری ہو) سو جس وقت کوئی صاف صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے اور (اتفاق سے) اُس میں جہاد کا بھی (صاف صاف) ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح (بھیانک نگاہوں سے) دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو (اس طرح دیکھنے کا سبب خوف اور بزدلی ہے کہ اب اپنے دعوائے ایمان کو نبھانے کے لئے جہاد میں جانا پڑا اور مصیبت آئی اور وہ جو اس طرح خدا کے حکم سے جی چُراتے ہیں) سو (اصل یہ ہے کہ) عنقریب اُن کی کم بختی آنیوالی ہے (خواہ دنیا میں بھی کسی وبال میں گرفتار ہوں ورنہ بعد موت کے تو ضروری ہی ہے اور گو فرصت میں یہ بہت باتیں اطاعت اور خوشامد کی بنایا کرتے ہیں لیکن) ان کی اطاعت اور بات چیت (کی حقیقت) معلوم ہے (جبکہ اب نزول حکم قتال کے وقت ان کی حالت سے سب ہی پر ظہور ہو گیا) پھر (بعد نزول حکم جہاد کے) جب سارا کام (اور

سامان لڑائی کا) تیار ہی ہو جاتا ہے تو (اُسوقت بھی) اگر یہ لوگ (دعوئ ایمان باللہ میں) اللہ سے سچے رہتے (یعنی دعوئ ایمان کے مقتضا پر عمل کرتے جس میں تمام احکام شرعیہ عموماً اور حکم جہاد خصوصاً شامل ہے اور صدق دل سے جہاد کرتے) تو اُن کے لئے بہت ہی بہتر ہوتا (یعنی ابتدا میں اگر منافق تھے تو اخیر ہی میں نفاق سے تائب ہو جاتے تب بھی ایمان مقبول ہو جاتا اور انتہار کو اس میں منحصر نہ سمجھا جاوے کیونکہ وقت موت تک صدق دل سے توبہ مقبول ہے آگے جہاد کی تاکید اور اُس سے پیچھے رہنے والوں کو خطاب کر کے ترک جہاد پر بیان فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو جہاد سے کراہت کرتے ہو) سو (اس میں ایک دُنیوی مضرت بھی ہے چنانچہ) اگر تم (اور اسی طرح سب جہاد سے) کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے (یعنی ہونا چاہیئے) کہ تم (یعنی تمام آدمی) دُنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کر دو (یعنی جہاد سے بڑا فائدہ اقامت عدل و اصلاح وامن کا ہے اگر اس کو چھوڑ دیا جاوے تو مفسدین کا غلبہ ہو جاوے اور کوئی انتظام جس میں تمام لوگوں کے مصالح کی حفاظت ہو نہ رہے اور ایسے انتظام نہ ہونے کے لئے فساد عام اور اضاعت حقوق لازم ہے پس جس جہاد میں دُنیوی منفعت بھی ہو اُس سے پیچھے ہٹنا اور بھی عجیب ہے آگے ان منافقین مذکورین کی تقبیح ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دُور کر دیا (اس لئے اسکے احکام پر عمل کی توفیق نہ رہی) پھر (رحمت سے بعید کرنے پر یہ امر مرتب ہوا کہ) اُن کو (بگوش قبول احکام الٰہیہ سُننے سے) بہرا کر دیا اور (راہ حق کے دیکھنے سے) انکی (باطنی) آنکھوں کو اندھا کر دیا (آگے ان پر توبیخ ہے کہ باوجودیکہ قرآن میں جہاد اور دیگر احکام کا وجوب مع دلائل حقانیت قرآن کے اور ان احکام کے مصالح و منافع اخرویہ لازماً اور دنیویہ بھی احیاناً اور ان احکام کی مخالفت پر وعیدیں مذکور ہیں پھر جو یہ لوگ اُس طرف التفات نہیں کرتے) تو کیا یہ لوگ قرآن (کے اعجاز اور مضامین) میں غور نہیں کرتے (اس لئے ان کو انکشاف نہیں ہوتا) یا (غور کرتے ہیں مگر) دلوں پر (غیبی) قفل لگ رہے ہیں (یہ منع الخلو ہے، یعنی ان دونوں میں سے ایک بات کا ہونا ضروری ہے اور دونوں جمع ہوں یہ بھی ہو سکتا ہے، اور واقع میں یہاں دونوں باتیں مجتمع ہیں، اول انکی طرف ایک فعل ہوا یعنی انکار کیوجہ سے قرآن میں غور نہ کرنا پھر اسکے وبال میں قفل لگ گیا جسکو طبع اور ختم (یعنی مہر لگا دینا) بھی کہا گیا ہے اور دلیل اس ترتیب کی یہ آیت ہے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اور اس مجموعہ پر فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ مرتب ہے، آگے اس عدم تدبر کی وجہ فرماتے ہیں کہ) جو لوگ (حق سے) پشت پھیر کر ہٹ گئے بعد اس کے سیدھا راستہ اُن کو (دلائل عقلیہ مثل اعجاز قرآن اور دلائل نقلیہ مثل پیشین گوئی کتب سابقہ سے) صاف معلوم ہو گیا شیطان نے ان کو چکمہ دیا ہے اور اُن کو دُور دُور کی سوجھائی ہے (کہ ایمان لانے سے فلاں فلاں مصلحتیں

موجودہ یا جو آئندہ متوقع ہیں فوت ہو جاویں گی، حاصل یہ ہوا کہ اس عدم تدبر کی وجہ عناد ہے کہ ہدایت کے واضح ثبوت کے بعد پھر یہ اُلٹے پاؤں لوٹے جا رہے ہے اور اس عناد کے بعد تسویل شیطانی ہوئی یعنی شیطان نے ان کی نظروں میں اس غلط اور مہلک عمل کو مزین کر کے دکھلایا اور اس تسویل سے عدم تدبر ہوا اور عدم تدبر سے ختم اور طبع یعنی دلوں پر مہر ہوئی پھر) یہ (ہدایت سامنے آجانے کے باوجود اس سے لوٹنا اور دُور ہونا) اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے جو کہ خدا کے اتارے ہوئے احکام کو (حسداً) ناپسند کرتے ہیں (مراد اس سے رؤسائے یہود ہیں، جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے اور باوجود معرفت حق کے اتباع سے عار کرتے تھے، حاصل یہ کہ ان منافقین نے رؤسائے یہود سے) یہ کہا بعضی باتوں میں ہم تمھارا کہنا مان لیں گے (یعنی تم جو ہمکو اتباع محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے ہو اسکے دو جزء ہیں ایک عدم اتباع ظاہراً دوسرا عدم اتباع باطناً سو جزو اول میں تو ہم بمصلحت تمھارا کہنا نہیں مان سکتے لیکن جزو ثانی میں مان لیں گے کیونکہ عقائد میں ہم تمھارے ساتھ ہیں، کما قال اِنَّا مَعَكُمْ، مطلب یہ ہوا کہ حق سے پھرنے کا سبب قومی تعصب اور کورانہ تقلید ہے، غرض ابتدا اس سلسلہ کی اس سے ہے اور انتہا ختم وطبع پر) اور (گو اس قسم کی باتیں یہ منافقین خفیہ کرتے ہیں مگر) اللہ تعالیٰ ان کی خفیہ باتیں کرنے کو (خوب) جانتا ہے (اور بعض اُمور پر وحی سے آپ کو مطلع کر دیتا ہے، آگے وعید ہے جو کہ اولیٰ لہم کی تفسیر کے طور پر ہو سکتی ہے یعنی یہ جو ایسی حرکتیں کر رہے ہیں) سو ان کا کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہونگے اور ان کے مونھوں پر اور پشتوں پر مارتے جاتے ہونگے (اور) یہ (سزا) اس سبب سے (ہوگی) کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ اسی پر چلے اور اس کی رضا (یعنی اعمال موجبہ رضا) سے نفرت کیا کئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے سب اعمال (نیک ابتداء ہی سے) کالعدم کر دیئے (پس اس سزا کے مستحق ہو گئے اور کسی کے پاس کوئی عمل مقبول ہو تو اُس کی برکت سے عقوبت میں کچھ تو کمی ہو جاتی ہے آگے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ کے مضمون کی شرح کے طور پر ہے کہ) جن لوگوں کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے (اور وہ اُس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں) کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کریگا (یعنی یہ ان کو کیسے اطمینان ہو گیا جبکہ حق تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت اور مسلّم ہے) اور ہم (تو) اگر چاہتے تو آپ کو انکا پورا پتہ بتلا دیتے سو آپ ان کو اُنکے حلیہ سے پہچان لیتے (پورے پتہ کا مطلب یہی ہے کہ ہر ایک کا پورا حلیہ بتا دیتے) اور (گو بمصلحت ہم نے اس طرح نہیں بتلایا لیکن) آپ اُن کو طرز کلام سے (اب بھی) ضرور پہچان لیں گے (کیونکہ اُن کا کلام صدق پر مبنی نہیں اور آپکو نور فراست سے اللہ تعالیٰ نے صدق وکذب کی پہچان دی تھی کہ صدق کا اثر قلب پر اور ہوتا تھا اور کذب

کا اور جیسا کہ حدیث میں ہے کہ صدق اطمینان بخش ہوتا ہے اور جھوٹ دل میں شک پیدا کرتا ہے) اور (آگے مومنین و منافقین سب کو خطاب ہے جمع کر کے بطور ترغیب وترہیب کے فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے (پس مسلمانوں کو ان کے اخلاص پر جزا اور منافقین کو ان کے نفاق اور دھوکہ پر سزا دیگا) اور (آگے احکام شاقہ مثل جہاد وغیرہ کی ایک حکیمانہ حکمت ارشاد ہے جیسا اوپر فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ میں ایک حکیمانہ حکمت ارشاد فرمائی تھی یعنی) ہم (ایسے اُمور شاقہ کا حکم دے کر) ضرور تمھاری سب کی آزمائش کریں گے تاکہ ہم (ظاہری طور پر بھی) ان لوگوں کو معلوم (اور ممیز) کر لیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو (جہاد میں) ثابت قدم رہنے والے ہیں، اور تاکہ تمھاری حالتوں کی جانچ کر لیں (یہ اسلئے بڑھا دیا کہ علاوہ حکم جہاد کے اور احکام بھی داخل ہو جاویں اور علاوہ حالت مجاہدہ وصبر کے دوسرے حالات بھی داخل ہو جاویں)

معارف ومسائل

سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ، محکمہ کے لفظی معنی مضبوط ومستحکم کے ہیں اس لغوی معنی کے اعتبار سے تو قرآن کی ہر سورت محکمہ ہے لیکن اصطلاح شرع میں محکم بمقابلہ منسوخ استعمال ہوتا ہے، یہاں سورۃ کے ساتھ محکمہ کی قید کا اضافہ اسلئے ہے کہ عمل کا شوق تو جبھی پورا ہو سکتا ہے جبکہ وہ سورت منسوخ نہ ہو۔ اور قتادہ رح نے فرمایا کہ جتنی سورتوں میں قتال وجہاد کے احکام آئے ہیں وہ سب محکمہ ہیں۔ یہاں چونکہ اصل مقصود حکم جہاد اور اُس پر عمل ہے اسلئے سورت کیساتھ محکمہ کا لفظ بڑھا کر ذکر جہاد کی طرف اشارہ کر دیا جس کی آگے تصریح آ رہی ہے۔ (قرطبی)

اَوْلٰى لَهُمْ کے معنی اصمعی کے قول کے مطابق یہ ہیں قَارَبَهُ مَا يُهْلِكُهُ یعنی اسکی ہلاکت کے اسباب قریب آ چکے ہیں (قرطبی)

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ

لفظ تولّی کے لغت کے اعتبار سے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک اعراض دوسرے کسی قوم وجماعت پر اقتدار حکومت۔ اس آیت میں بعض حضرات مفسرین نے پہلے معنی لئے ہیں جسکو اوپر خلاصہ تفسیر میں لکھا گیا ہے۔ ابو حیان نے بحر محیط میں اسی کو ترجیح دی ہے اس معنے کے اعتبار سے مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر تم نے احکام شرعیہ الٰہیہ سے روگردانی کی جن میں حکم جہاد بھی شامل ہے تو اسکا اثر یہ ہوگا کہ تم جاہلیت کے قدیم طریقوں پر پڑ جاؤ گے جسکا لازمی نتیجہ زمین میں فساد اور قطع ارحام ہے جیسا کہ جاہلیت کے ہر کام میں اسکا مشاہدہ ہوتا تھا کہ ایک قبیلہ

دوسرے قبیلہ پر چڑھائی اور قتل و غارت کرتا تھا، اپنی اولاد کو خود اپنے ہاتھوں زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اسلام نے ان تمام رسوم جاہلیت کو مٹایا اور اسکے مٹانے کے لئے حکم جہاد جاری فرمایا جو اگرچہ ظاہر میں خونریزی ہے مگر درحقیقت اسکا حاصل سڑے ہوئے عضو کو جسم سے الگ کر دینا ہے تاکہ باقی جسم سالم رہے، جہاد کے ذریعہ عدل و انصاف اور قرابتوں اور رشتوں کا احترام قائم ہوتا ہے۔ اور روح المعانی قرطبی وغیرہ میں اس جگہ تولّی کے معنے حکومت و امارت کے لئے ہیں تو مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ تمھارے حالات جسکا ذکر اوپر آچکا ہے اُن کا تقاضا یہ ہے کہ اگر تمھاری مراد پوری ہو، یعنی اسی حالت میں تمھیں ملک و قوم کی ولایت اور اقتدار حاصل ہو جائے تو نتیجہ اسکے سوا نہیں ہوگا کہ تم زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور رشتوں قرابتوں کو توڑ ڈالوگے۔

صلہ رحمی کی سخت تاکید اور لفظ ارحام رحم کی جمع ہے جو ماں کے پیٹ میں انسان کی تخلیق کا مقام ہے۔ چونکہ عام رشتوں قرابتوں کی بنیاد وہیں سے چلتی ہے اسلئے محاورات میں رحم بمعنی قرابت اور رشتہ کے استعمال کیا جاتا ہے تفسیر روح المعانی میں اس جگہ اسپر تفصیلی بحث کی ہے کہ ذوی الارحام اور ارحام کا لفظ کن کن قرابتوں پر حاوی ہے۔ اسلام نے رشتہ داری اور قرابت کے حقوق پورے کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ اور دوسرے دو اصحاب سے اس مضمون کی حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص صلہ رحمی کریگا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قریب کرینگے اور جو رشتہ قرابت قطع کریگا اللہ تعالیٰ اسکو قطع کر دینگے جس سے معلوم ہوا کہ اقرباء اور رشتہ داروں کے ساتھ اقوال و افعال اور مال کے خرچ کرنے میں احسان کا سلوک کرنے کا تاکیدی حکم ہے حدیث مذکور میں حضرت ابوہریرہؓ نے اس آیت قرآن کا حوالہ بھی دیا کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ کوئی ایسا گناہ جس کی سزا اللہ تعالیٰ دُنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں اسکے علاوہ ظلم اور قطع رحمی کے برابر نہیں (رواہ ابوداؤد والترمذی، ابن کثیر) اور حضرت ثوبانؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی عمر زیادہ ہو اور رزق میں برکت ہو اسکو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے یعنی رشتہ داروں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔ احادیث صحیحہ میں یہ بھی ہے کہ قرابت کے حق کے معاملہ میں دوسری طرف سے برابری کا خیال نہ کرنا چاہیئے اگر دوسرا بھائی قطع تعلق اور ناروا سلوک بھی کرتا ہے جب بھی تمھیں حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہیئے۔ صحیح بخاری میں ہے لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہ وصلھا یعنی وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو صرف برابر کا بدلہ دے بلکہ صلہ رحمی کرنیوالا وہ ہے کہ

جب دوسری طرف سے قطع تعلق کا معاملہ کیا جائے تو یہ ملانے اور جوڑنے کا کام کرے (ابن کثیر)

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ، یعنی ایسے آدمی جو زمین میں فساد پھیلائیں اور رشتوں قرابتوں کو قطع کریں اُن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے حضرت فاروق اعظمؓ نے اسی آیت سے ام الولد کی بیع کو حرام قرار دیا، یعنی وہ مملوکہ کنیز جس سے کوئی اولاد پیدا ہو چکی ہو اس کو فروخت کرنا اس اولاد سے قطع رحمی کا ذریعہ ہے جو موجب لعنت ہے اسلئے امّ ولد کی فروخت کو حرام قرار دیا (رواہ الحاکم وصححہ وابن المنذر عن بریدہ)

کسی معین شخص پر لعنت کا حکم اور لعن یزید کی بحث اور حضرت امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ نے اُن سے یزید پر لعنت کرنے کی اجازت کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ اُس شخص پر کیوں لعنت کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ صاحبزادے نے عرض کیا کہ میں نے تو قرآن کو پورا پڑھا اس میں کہیں یزید پر لعنت نہیں آئی آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہوگا جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی، مگر جمہور اُمّت کے نزدیک کسی معین شخص پر لعنت کرنا جائز نہیں جب تک کہ اسکا کفر پر مرنا یقینی طور پر ثابت نہ ہو۔ ہاں عام وصف کیساتھ لعنت کرنا جائز ہے جیسے لعنۃ اللہ علی الکاذبین، لعنۃ اللہ علی المفسدین ولعنۃ اللہ علی قاطع الرحم وغیرہ، روح المعانی میں اس جگہ اس مسئلہ پر مفصّل بحث کی ہے (روح صلا ج ۲۶)

اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا، دل پر قفل لگ جانے کے وہی معنی ہیں جسکو دوسری آیتوں میں ختم اور طبع یعنی مہر لگ جانے سے تعبیر کیا گیا اور مراد اس سے دل کا سخت اور ایسا بے حس ہو جانا ہے کہ اچھے کو بُرا اور بُرے کو اچھا سمجھنے لگے۔ بے پروائی کے ساتھ مسلسل گناہ کرتے رہنا عموماً اسکا سبب ہوتا ہے نعوذ باللہ منہ۔

اَلشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى لَهُمْ، اسمیں شیطان کی طرف دو کاموں کی نسبت کی گئی۔ ایک تسویل جس کے معنی تزیین کے ہیں کہ بُری چیز یا بُرے عمل کو کسی کی نظروں میں اچھا اور مزین کر دے۔ دوسرا املاء جس کے معنے امہال اور مہلت دینے کے ہیں مراد یہ ہے کہ شیطان نے اوّل تو انکے بُرے اعمال کو اُن کی نظروں میں اچھا اور مزین کر کے دکھلایا پھر ان کو ایسی طویل آرزوؤں اور اُمیدوں میں اُلجھا دیا جو پوری ہونے والی نہیں۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ، اضغان جمع ضغن کی ہے جس کے معنی مخفی عداوت اور حسد و کینہ کے ہیں۔ منافقین جو اسلام کا دعویٰ اور ظاہر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار اور باطن میں عداوت و کینہ رکھتے تھے

ان کے بارے میں نازل ہوا کہ یہ لوگ اللہ رب العالمین کو عالم الغیب جانتے ہوئے اس بات سے کیوں بے فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکے باطنی راز اور مخفی عداوت کو لوگوں پر ظاہر کردیں۔ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ برات میں انکے ایسے اعمال وافعال اور حرکتوں کا پتہ دیدیا جن سے منافقین کے نفاق کا پتہ چل جائے اور وہ پہچانے جائیں، اسی لئے سورہ برات کو فاضحہ بھی کہا جاتا ہے یعنی رسوا کرنے والی کیونکہ اسنے منافقین کی خاص خاص علامتیں ظاہر کردی ہیں۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ، یعنی اگر ہم چاہیں تو آپ کو با تعیین منافقین کو دکھلادیں اور ان کا ایسا حلیہ بتلادیں جس سے آپ ہر ایک منافق کو شخصی طور پر پہچان لیں قرآن نے اس مضمون کو بحرف لَوْ بیان کیا ہے جسکا استعمال ایسی شرط کے لئے ہوتا ہے جسکا وقوع نہ ہوا ہو، اسلئے معنے آیت کے یہ ہوتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو ہر منافق کو آپ کو شخصی طور پر متعین کرکے بتلادیتے مگر ہمنے بحکمت و مصلحت اپنے حلم و بردباری سے ان کو اس طرح رسوا کرنا پسند نہیں کیا تاکہ ضابطہ یہ قائم رہے کہ تمام امور کو انکے ظاہر پر محمول کیا جائے اور باطنی حالات اور قلبی مضمرات کو صرف علیم وخبیر اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے، البتہ آپ کو ایسی بصیرت ہم نے دیدی ہے کہ آپ منافق کو خود انھیں کے کلام سے پہچان لیں، وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ کا یہی مفہوم ہے (ابن کثیر)

حضرت عثمان بن عفان رض نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز اپنے دل میں چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے چہرے سے اور سبقت لسانی سے ظاہر کردیتے ہیں یعنی دوران گفتگو اس سے کچھ ایسے کلمات نکل جاتے ہیں جس سے اسکا دلی راز ظاہر ہو جائے۔ ایسی ہی ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے دل میں کوئی بات چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے وجود پر اس چیز کی چادر اڑھادیتے ہیں۔ اگر وہ چیز کوئی اچھی بھلی ہے تو وہ ظاہر ہو کر رہتی ہے اور بری ہے تو وہ ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ اور بعض روایات حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ منافقین کی ایک جماعت کا آپ کو شخصی طور پر بھی علم دیدیا گیا تھا جیسا کہ مسند احمد میں عقبہ ابن عمرو رض کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں خاص خاص منافقین کے نام لیکر ان کو مجلس سے اٹھادیا اسمیں چھتیس آدمیوں کے نام شمار کئے گئے ہیں (ابن کثیر)

حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ، اللہ تعالیٰ کو تو ازل سے ہر شخص کے اعمال وافعال کا علم محیط ازلی ابدی ہے۔ یہاں علم سے مراد ظہور ووقوع ہے۔ یعنی جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے تھی اسکا وقوع وظہور ہو کر واقعاتی علم ہو جائے (ابن کثیر) واللہ اعلم

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ

جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انھوں نے اللہ کی راہ سے اور مخالف ہوگئے رسول سے

مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ

بعد اسکے کہ ظاہر ہوچکی ان پر سیدھی راہ نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کردیگا

أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

ان کے سب کام اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے

وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

اور ضائع مت کرو اپنے کئے ہوئے کام جو لوگ منکر ہوئے اور روکا لوگوں کو اللہ کی راہ

اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَ

سے پھر مرگئے اور وہ منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ سو تم بودے نہ ہوجاؤ

تَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ

اور نہ بلاؤ صلح کو اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور نقصان نہ دیگا تم کو

أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَ

تمہارے کاموں میں یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر تم یقین لاؤ گے اور

تَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا

بچکر چلوگے دے گا تم کو تمہارا بدلہ اور نہ مانگے گا تم سے مال تمہارے اگر مانگے تم سے وہ مال

فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ

پھر تم کو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو اور ظاہر کردے تمہارے دل کی خفگیاں، سنتے ہو تم لوگ، تم کو بلاتے ہیں

لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ ۖ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا

کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا سو

يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا

نہ دیگا آپ کو اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے

ع ۴ ۱۰ ۸ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے، پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے

خلاصۂ تفسیر

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انھوں نے (اوروں کو بھی) اللہ کے رستہ (یعنی دین حق) سے روکا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی بعد اسکے کہ ان کو (دین کا) راستہ (دلائل عقلیہ سے مشرکین کے لئے اور نقلیہ سے بھی اہل کتاب کے لئے) نظر آچکا تھا یہ لوگ اللہ

(کے دین) کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے (بلکہ یہ دین ہر حال میں پورا ہو کر رہے گا چنانچہ ہوا) اور اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو (جو دینِ حق کے مٹانے کے لئے عمل میں لا رہے ہیں) مٹا دے گا اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (چونکہ رسول صلے اللہ علیہ سلم اللہ ہی کا حکم بتلاتے ہیں خواہ خاص طور پر وحی الٰہی میں اسکا حکم ہوا ہو یا وحی الٰہی میں کُلّی ضابطہ بیان فرمایا گیا ہو، اور اس خاص حکم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے اس ضابطہ میں داخل ہونے کی بنا پر حکم دیا ہو اس لئے) رسول (صلے اللہ علیہ سلم) کی (بھی) اطاعت کرو اور (کفار کی طرح اللہ و رسول کی مخالفت کرکے) اپنے اعمال کو برباد مت کرو (اس کی تفصیل معارف و مسائل میں آئے گی) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور انھوں نے اللہ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر (بھی) گئے، سو خدا تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشے گا (عدم مغفرت کے لئے کفر کے ساتھ صدّ عن سبیل اللہ شرط نہیں بلکہ صرف کفر وا الی الموت تک کا یہی اثر ہے لیکن زیادت تشنیع کے لئے یہ قید واقعی بڑھا دی کہ اسوقت کے رؤسائے کفار میں یہ امر بھی متحقق تھا، آگے مؤمنین کے مدایح اور کفار کے قبایح پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہو گیا کہ مسلمان خدا کے محبوب اور کفار مبغوض ہیں) تو (اے مسلمانو) تم (کفار کے مقابلہ میں) ہمت مت ہارو اور (ہمت ہار کر ان کو) صلح کیطرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہوگے (اور وہ مغلوب ہونگے کہ تم محبوب ہو اور وہ مبغوض ہیں) اور اللہ تمھارے ساتھ ہے (یہ تو تم کو دُنیا کی کامیابی ہوئی) اور (آخرت میں یہ کامیابی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ) تمھارے اعمال (کے ثواب) میں ہرگز کمی نہ کریگا (یہ تو ہمت افزائی کرکے جہاد کی ترغیب تھی آگے دُنیا کے فانی ہونے کا ذکر کرکے جہاد کی ترغیب اور انفاق فی سبیل اللہ کی تمہید ہے کہ) یہ دنیوی زندگی تو محض ایک لہو و لعب ہے (اگر اس میں جان اور مال کو اپنے فائدہ کے لئے بچانا چاہے تو وہ فائدہ ہی کتنے دن کا ہے اور کیا اسکا حاصل) اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو (جس میں جہاد بالنفس والمال بھی آگیا) تو (تم کو تو اپنے پاس سے نفع پہنچا دیگا اس طرح کہ) تم کو تمھارے اجر عطا کریگا اور (تم سے کسی نفع کا طالب نہ ہوگا چنانچہ) تم سے تمھارے مال (تک بھی جو کہ جان سے اہون ہے اپنے نفع کے لئے) طلب نہیں کریگا (جب تم سے ایسی چیز نہیں طلب کرتا جسکا دینا آسان ہے تو جان جسکا دینا مشکل ہے وہ تو کیوں طلب کریگا چنانچہ ظاہر ہے کہ ہمارے جان و مال کے خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں اور نہ یہ ممکن ہے وہذا کقولہ تعالیٰ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ چنانچہ) اگر (امتحاناً) تم سے تمھارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے (یعنی سب مال طلب کرنے لگے) تو تم (یعنی تم میں سے اکثر) بخل کرنے لگو (یعنی دینا گوارا نہ کرو) اور (اسوقت) اللہ تعالیٰ

تمھاری ناگواری ظاہر کردے (یعنی نہ دینے سے کہ فعل ظاہری ہے باطنی ناگواری کھل جاوے اس لئے یہ فرد ممکن بھی واقع نہیں کی گئی اور) ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں (جس کا نفع تمھاری طرف عائد ہونا یقینی ہے تھوڑا سا حصہ مال کا) خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے (اور بقیہ اکثر تمھارے قبضہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے) سو (اس پر بھی) بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں، اور (آگے اس فرد واقع پر بخل کی مذمت ہے کہ) جو شخص (ایسی جگہ خرچ کرنے میں) بخل کرتا ہے تو وہ (درحقیقت) خود اپنے سے بخل کرتا ہے (یعنی اپنے ہی کو اس کے نفع دائمی سے محروم رکھتا ہے) اور (نہیں تو) اللہ تو کسی کا محتاج نہیں (تاکہ احتمال اسکے ضرر کا ہو) اور (بلکہ) تم سب (اسکے) محتاج ہو (اور تمھاری اس احتیاج کی رعایت سے تم کو انفاق کا حکم کیا گیا کیونکہ آخرت میں تم کو ثواب کی حاجت ہوگی اور طریق اس کا یہی اعمال ہیں اور) اگر تم (ہمارے احکام سے) روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمھاری جگہ دوسری قوم پیدا کردے گا (اور) پھر وہ تم جیسے (روگردانی کرنے والے) نہ ہونگے (بلکہ نہایت فرمانبردار ہونگے، یہ کام اُن سے لیا جاویگا اور اس طرح وہ حکمت پوری ہو جاوے گی)

معارف و مسائل

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ، یہ آیت بھی منافقین اور یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے متعلق نازل ہوئی ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ اُن منافقین کے متعلق ہے جنھوں نے غزوۂ بدر کے موقع پر کفارِ قریش کی امداد اس طرح کی کہ انہیں سے بارہ آدمیوں نے انکے پورے لشکر کا کھانا اپنے ذمہ لے لیا تھا، ہر روز اُن میں سے ایک آدمی لشکر کفار کے کھانے کا انتظام کرتا تھا۔

وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ، یہاں حبطِ اعمال سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انکی اسلام کیخلاف کوششوں کو کامیاب ہونے دے بلکہ اکارت کردے جیسا کہ خلاصۂ تفسیر میں لکھا گیا ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ انکے کفر و نفاق کیوجہ سے انکے نیک عمل مثل صدقہ خیرات وغیرہ کے سب اکارت ہو جائینگے قابلِ قبول نہ ہونگے لَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ، قرآنِ کریم نے اس جگہ حبطِ اعمال کے بجائے ابطالِ اعمال کا لفظ استعمال فرمایا ہے جسکا مفہوم بہت عام ہے کیونکہ ابطال کی ایک تو وہ صورت ہے جو کفر کی وجہ سے پیش آتی ہے جس کو اوپر آیت میں حبطِ اعمال کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے کیونکہ کافر اصلی کا تو کوئی عمل بوجہ کفر کے مقبول ہی نہیں اور جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا تو زمانہ اسلام کے اعمال اگرچہ لائقِ قبول تھے مگر اسکے کفر و ارتداد نے ان سب اعمال کو بھی اکارت کر دیا۔

دوسری صورت ابطالِ اعمال کی یہ بھی ہے کہ بعض اعمال صالحہ کے لئے کچھ دوسرے اعمال

صالح شرط ہیں تو جس شخص نے اس شرط کو ضائع کر دیا تو اسکا یہ عمل صالح بھی ضائع ہو گیا جو اس شرط کے ساتھ مشروط تھا۔ مثلاً ہر عمل صالح کے قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ خالص اللہ کے لئے ہو، ریا و سمعہ اسمیں نہ ہو یعنی محض لوگوں کے دکھانے یا سنانے کے لئے یہ عمل نہ کیا ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور دوسری جگہ فرمایا اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ تو جس شخص کے نیک اعمال ریا و نمود کے لئے ہوں وہ عمل اللہ کے نزدیک باطل ہو جائے گا۔ اسی طرح صدقات کے بارے میں خود قرآن نے تصریح فرما دی لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى یعنی اپنے صدقات کو احسان جتلا کر یا غریب کو ایذا دیکر باطل نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ جس نے صدقہ دیکر غریب پر احسان جتلایا یا اُسے کوئی اور ایذا پہنچائی اسکا صدقہ باطل ہے یہی مفہوم ہو سکتا ہے حضرت حسن بصری کے قول کا جو انھوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اپنی نیکیوں کو گناہوں کے ذریعہ باطل نہ کرو، جیسا کہ ابن جریج کا قول ہے یعنی بِالرِّيَآءِ وَالسُّمْعَةِ اور مقاتل وغیرہ نے فرمایا بِالْمَنِّ، کیونکہ باتفاق اہلِ سنت والجماعت کفر و شرک کے علاوہ کوئی گناہ اگرچہ کبیرہ ہو ایسا نہیں جو مومن کے تمام اعمال صالحہ کو حبط اور باطل کر دے مثلاً کسی شخص نے چوری کر لی اور وہ نماز روزہ کا پابند ہے تو شرعاً اسکو یہ نہیں کہا جائیگا کہ تیری نماز اور روزہ بھی باطل ہو گئے اسکی قضا کر۔ اسلئے ابطالِ اعمال بالمعاصی سے مراد وہی معاصی ہونگے جن کے نہ کرنے پر عمل کی مقبولیت کا مدار ہے جیسا ریا و نمود کا انکا نہ ہونا ہر عمل صالح کی مقبولیت کی شرط ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کے قول میں ابطالِ اعمال سے مراد اعمال صالحہ کی برکات سے محرومی ہو نفس عمل کا ضائع ہو جانا مراد نہ ہو تو یہ تمام معاصی کے لئے شرط ہے۔ جس شخص کے اعمال میں معاصی کا غلبہ ہو تو اسکے تھوڑے سے نیک اعمال میں بھی وہ برکت نہیں ہوتی کہ عذاب سے بچالے بلکہ وہ اپنے اعمال کی سزا قاعدہ کے مطابق بھگتے گا مگر بالآخر اپنے ایمان کی برکت سے سزا بھگتنے کے بعد انجام کار نجات پائے گا۔

مسئلہ۔ تیسری صورت ابطال عمل کی یہ بھی ہے کہ کوئی نیک عمل کر کے اسکو قصداً فاسد کر دے مثلاً نفل نماز یا روزہ شروع کرے پھر بغیر کسی عذر کے اسکو قصداً فاسد کر دے یہ بھی اس آیت کے ذریعہ ناجائز قرار پایا، امام اعظم ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے کہ جو اعمال صالحہ ابتداءً فرض یا واجب نہیں تھے مگر کسی نے ان کو شروع کر دیا تو اب انکی تکمیل اس آیت کی رو سے واجب ہو گئی۔ تا کہ ابطال عمل کا مرتکب نہ ہو، اگر کسی نے ایسا عمل شروع کر کے بلا عذر کے چھوڑ دیا یا قصداً فاسد کر دیا تو وہ گنہگار بھی ہوا اور اسکے ذمہ قضا بھی لازم ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نہ تو قضا لازم ہے اور نہ اسکے فاسد کرنے کا گناہگار ہو گا کیونکہ جب ابتداءً یہ عمل فرض یا واجب نہیں تھا تو بعد میں بھی فرض و واجب نہیں جس کے ترک یا افساد سے گناہ لازم آئے مگر حنفیہ کے نزدیک آیتِ مذکورہ کے الفاظ عام ہیں ہر عمل صالح کو شامل ہیں خواہ پہلے فرض و واجب ہو یا نفلی طور پر کرنا شروع کر دیا ہو تو شروع کرنے سے وہ نفلی

عمل بھی واجب ہو گیا، تفسیر مظہری میں اسجگہ احادیث کثیرہ سے اس بحث کو مفصل لکھا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ، انھیں الفاظ کے ساتھ ایک حکم ابھی پہلے آیا ہے، مکرر ذکر یا تو اسلئے ہے کہ پہلی آیت میں کفار کے خسارہ دنیوی کا بیان ہوا ہے اور اس آیت میں انکا اخروی نقصان بتلانا منظور ہے جیسا کہ خلاصۂ تفسیر میں نقل کیا گیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلی آیت میں تو عام کفار کا ذکر تھا جن میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے انکا حکم تو یہ آیا کہ جو اعمالِ صالحہ انھوں نے بحالتِ کفر کئے تھے وہ سب کارت گئے اسلام لانیکے بعد بھی ان کا ثواب نہیں ملیگا اور اس آیت میں ایسے کفار کا خاص ذکر ہے جو مرتے دم تک کفر و شرک ہی پر جمے رہے کہ انکا حکم یہ ہے کہ آخرت میں انکی ہرگز مغفرت نہیں ہوگی واللہ اعلم

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ، اس آیت میں کفار کو صلح کی دعوت دینے کی ممانعت کی گئی ہے اور قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا یعنی اگر کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی مائل ہو جائیے جس سے صلح کی اجازت معلوم ہوتی ہے اس لئے بعض حضرات نے فرمایا کہ اجازت والی آیت اس شرط کیساتھ ہے کہ کفار کیطرف سے صلح جوئی کی ابتدا ہو اور اس آیت میں جس کو منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کیطرف سے صلح کی درخواست کیجائے اسلئے دونوں آیتوں میں کوئی تعارض نہیں مگر صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ابتداءً صلح کر لینا بھی جائز ہے جبکہ مصلحت مسلمانوں کی اسمیں دیکھی جائے۔ محض بزدلی اور عیش کوشی اسکا سبب نہ ہو اور اس آیت نے شروع میں فَلَا تَهِنُوْا کہکر اسطرف اشارہ کر دیا کہ ممنوع وہ صلح ہے جسکا منشا بزدلی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے فرار ہو اسلئے اسمیں بھی کوئی تعارض نہیں کہ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ کی آیت کے حکم کو اُس صورت کیساتھ مقید کیا جائے جس میں صلح جوئی کا سبب دشمن اور سستی بزدلی نہ ہو بلکہ خود مسلمانوں کی مصلحت کا تقاضا ہو۔ واللہ اعلم

وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی جزاء میں کوئی کمی نہیں کریگا، اشارہ اس طرف ہے کہ دنیا میں کوئی تکلیف بھی پہنچ گئی تو اسکا اجر عظیم آخرت میں ملنے والا ہے اسلئے مومن تکلیف کی حالت میں بھی ناکام نہیں۔

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا، چونکہ جہاد سے روکنے والی چیز انسان کے لئے دنیا کی محبت ہی ہو سکتی ہے جس میں اپنی جان کی محبت، اہل و عیال کی محبت، مال و دولت کی محبت سب داخل ہیں اس آیت میں یہ تبلا دیا گیا ہے کہ یہ سب چیزیں بہر حال ختم اور فنا ہونیوالی ہیں اسوقت انکو بچا بھی لیا تو پھر کیا، دوسرے وقت یہ چیزیں ہاتھ سے نکلیں گی اسلئے ان فانی اور ناپائیدار چیزوں کی محبت کو آخرت کی دائمی پائیدار نعمتوں کی محبت پر غالب نہ آنے دو۔

وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ، اس آیت کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے مال طلب نہیں کرتا مگر پورے قرآن میں زکوٰۃ و صدقات کے احکام اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے بیشمار مواقع آئے ہیں اور خود اسکے بعد ہی دوسری آیت میں انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید آ رہی ہے اسلئے بظاہر ان دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے اسلئے بعض حضرات نے لَا يَسْـَٔلْكُمْ کا یہ مفہوم قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اموال تم سے کسی اپنے نفع کے لئے نہیں مانگتا بلکہ تمہارے ہی فائدہ کے لئے مانگتا ہے جسکا ذکر اسی آیت میں بھی يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ کے الفاظ سے کر دیا گیا ہے کہ تم سے جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے کہا گیا وہ اس لئے ہے کہ آخرت میں جہاں تمہیں سب سے زیادہ ضرورت نیکیوں کی ہوگی اسوقت یہ خرچ کرنا تمہارے کام آئے وہاں تمہیں اسکا اجر ملے۔ مذکور القدر خلاصہ تفسیر میں اسی مفہوم کو اختیار کیا گیا ہے، اسکی نظیر یہ آیت مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم تم سے اپنے لئے کوئی رزق نہیں لیتے نہ اسکی ہمیں حاجت ہے اور بعض حضرات نے اس آیت کا مفہوم یہ قرار دیا ہے کہ لَا يَسْـَٔلْكُمْ سے مراد پورا مال طلب کر لینا ہے (هو قول ابن عيينة قرطبی) اسکا قرینہ اگلی آیت ہے جسمیں فرمایا ہے اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ کیونکہ يُحْفِ احفاء سے مشتق ہے جسکے معنی مبالغہ اور کسی کام میں آخر تک پہنچ جانیکے ہیں۔ اس دوسری آیت کا مفہوم سب کے نزدیک یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے اموال پورے طلب کرتا تو تم بخل کرنے لگتے اور اس حکم کی تعمیل تمہیں ناگوار ہوتی یہانتک کہ ادائیگی کے وقت تمہاری یہ ناگواری ظاہر ہو جاتی۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی آیت میں لَا يَسْـَٔلْكُمْ سے مراد یہی ہے جو دوسری آیت میں فَيُحْفِكُمْ کی قید کیساتھ آیا ہے تو مطلب دونوں آیتوں کا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مالی فرائض زکوٰۃ وغیرہ تم پر عائد کئے ہیں اول تو وہ خود تمہارے ہی فائدہ کیلئے ہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی اپنا فائدہ نہیں، دوسرے پھر ان فرائض میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہارے مال کا اتنا تھوڑا سا جزو فرض کیا ہے جو کسی طرح بار خاطر نہ ہونا چاہئے زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ زمین کی پیداوار میں دسواں یا بیسواں حصہ، سو بکریوں میں سے ایک بکری، تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پورے اموال تو طلب نہیں کئے جنکا دینا ناگوار اور بار خاطر طبعاً ہوتا بلکہ اسکا قدر قلیل طلب فرمایا ہے اسلئے تمہارا فرض ہے کہ اسکو خوشدلی کیساتھ ادا کیا کرو۔ اور اس دوسری آیت میں جو ارشاد ہے يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ اسمیں اضغان جمع ضغن کی ہے جس کے معنی مخفی کینہ اور مخفی کراہت کے ہیں اس جگہ بھی مخفی کراہت و ناگواری مراد ہے یعنی طبعی طور پر انسان کو اپنا پورا مال بخشش کر دینا ناگوار ہوتا ہے جسکو وہ ظاہر بھی نہ کرنا چاہے تو ادائیگی کے وقت ٹال مٹول وغیرہ سے یہ ناگواری کھل ہی جاتی ہے تو حاصل ارشاد کا یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تم سے پورے اموال کا مطالبہ کر لیتا تو تم بخل کرنے لگتے اور بخل کیوجہ سے جو ناگواری اور کراہت تمہارے دلوں میں ہوتی

وہ لامحالہ ظاہر ہو جاتی۔ اسلئے اُس نے تمہارے اموال میں سے ایک حقیر اور قلیل حصہ تم پر فرض کیا ہے تم اسمیں بھی بخل کرنے لگے اسی کا بیان آخری آیت میں اس طرح فرمایا ہے کہ

تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ، یعنی تم کو تمہارے اموال کا کچھ حصہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے کیطرف دعوت دیجاتی ہے تو تم میں سے بعض اسمیں بھی بخل کرنے لگتے ہیں اسکے بعد فرمایا کہ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ، یعنی جو شخص اسمیں بھی بخل کرتا ہے وہ کچھ اللہ کا نقصان نہیں کرتا بلکہ خود اپنی جان کا نقصان اس بخل کے ذریعہ کرتا ہے کہ آخرت کے ثواب سے محرومی اور ترک فرض کا وبال ہے۔ پھر اسی بات کو زیادہ وضاحت سے فرما دیا وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یعنی اللہ تو غنی ہے تم ہی حاجتمند ہو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا خود تمہاری حاجت کا پورا کرنا ہے

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ، اس آیت میں حق تعالیٰ کے غنی الاغنیاء ہونے کو اس طرح واضح کیا ہے کہ اللہ کو تمہارے اموال کی تو کیا خود تمہارے وجود کی بھی کوئی ضرورت نہیں، اگر تم سب کے سب ہمارے احکام کی تعمیل چھوڑ دو تو جبتک ہمیں دُنیا کو اور اسمیں اسلام کو باقی رکھنا ہے ہم اپنے دینِ حق کی حفاظت اور اپنے احکام کی تعمیل کیلئے دوسری ایسی قوم پیدا کر دیں گے جو تمہاری طرح احکامِ شرعیہ سے گریز اور اعراض نہ کریگی بلکہ ہماری مکمل اطاعت کریگی۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مراد اس سے عجمی لوگ ہیں، اور حضرت عکرمہؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد فارس اور روم ہیں اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت صحابہ کرام کے سامنے فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ایسی کونسی قوم ہے کہ اگر ہم (خدانخواستہ) احکامِ دین سے روگردانی کرنے لگیں تو وہ ہمارے بدلے میں لائی جائے گی اور پھر وہ ہماری طرح احکام سے روگردانی نہیں کریگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ (جو مجلس میں موجود تھے) کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ اور اسکی قوم، اور اگر (بالفرض) دینِ حق ثریا ستارے پر بھی ہوتا جہاں لوگوں کی رسائی مشکل ہوتی) تو فارس کے کچھ لوگ وہاں بھی پہنچکر دین کو حاصل کرتے اور اسپر عمل کرتے (رواہ الترمذی والحاکم وصححاہ وابن حبان مظہری)

شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب جو ابوحنیفہؒ کے مناقب میں لکھی ہے اسمیں فرمایا ہے کہ اس سے مراد ابوحنیفہ اور انکے اصحاب ہیں کیونکہ ابناء فارس میں کوئی جماعت علم کے اُس رتبہ پر نہیں پہنچی جس پر ابوحنیفہ اور انکے اصحاب پہنچے ہیں (حاشیہ تفسیر مظہری)

تمت بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ سورۃ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) للرابع عشر من
شعبان ۱۳۹۲ھ یوم السبت بعد العصر